اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جَامعہ مَدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالِمِ ربانی مُحدثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جون
2015

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ٦	شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ / جون ۲۰۱۵ء	جلد : ۲۳

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلی

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)	بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302	برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311	امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310	جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس
فون/فیکس : 042 - 37703662	www.jamiamadniajadeed.org
موبائل : 0333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۵
رمضان شریف شبِ قدر اور اِعتکاف	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب	۲۴
صحابیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب	۳۴
مسائلِ زکوۃ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۳۹
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی	۴۶
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفی صاحب وہبہ	۴۹
نتائج سالانہ اِمتحان دورۂ حدیث شریف		۵۲
علماء اور عوام کے درمیان ربط و تعلق............	حضرت مولانا رفیع الدین حنیف صاحب قاسمی	۵۷
اَخبار الجامعہ		۶۳

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سر پرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

۲۷ /اپریل کے نوائے وقت میں ایک کالم نگار محترمہ نازیہ مصطفٰی صاحبہ کی تحریر نظر سے گزری جس میں اُنہوں نے وزیر اعظم پاکستان کے ۲۵ /اپریل کو لندن میں ایک ایسی تقریب میں شرکت پر اِحتجاج کرتے ہوئے مذمتی کالم تحریر کیا ہے جس کو فرنگی ''معرکہ گیلی پولی'' کے خودساختہ نام سے موسوم کرتے ہیں جبکہ فی الحقیقت آج سے سو برس قبل صرف ترکی نہیں بلکہ عالَمِ اِسلام کے خلاف فرنگیوں کی جانب سے یہ کھلا اعلانِ جنگ تھا۔

محترمہ نازیہ صاحبہ کا یہ کالم بہت برموقع اور'' آئینہ حقیقت نما'' ہے جس کو اپنے اِداریہ میں بعینہٖ نقل کرنا ہم مناسب خیال کرتے ہیں۔ خدا توفیق دے کہ ہمارے تمام قلم کار حضرات مسلمانوں کے ملی قومی اور اِیمانی لباس پر آنے والے داغ دھبوں کو دھوتے بھی رہیں اور نئی نسل کو بیدار بھی کرتے رہیں اَلبتہ نازیہ بی بی کے اِس برجستہ کالم کے تمام مندرجات سے اِدارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

'' درّہ دانیال کے مغرب اور بحیرہ ایجین کے مشرق میں یورپی علاقے ترک تھریس میں ایک شہر قدرتی خوبصورتی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، یہ جزیرہ نما شہر سبز چراہگاہوں اور حسین مناظر فطرت کی وجہ سے جنت کا نمونہ پیش کرتا ہے، قبل مسیح میں یونانی یہاں سے گزرے تو اُنہوں نے اِس علاقے کو دیکھ کر بے اِختیار kallipolis

کا نام دے دیا۔ یونانی زبان میں کیلی پولیس کے معنی خوبصورت شہر کے تھے، وقت گزرنے پر یہ نام بگڑ کر گیلی پولی بن گیا، یہ وہی گیلی پولی ہے جہاں پہلی جنگ ِعظیم کے اَوائل میں اِتحادیوں اور سلطنتِ عثمانیہ کے درمیان سب سے خوفناک لڑائی لڑی گئی اُس جنگ کا آغاز ٹھیک ایک سو سال پہلے ۲۵/ اپریل ۱۹۱۵ء کو اُس وقت ہوا جب برطانوی اور فرانسیسی فوجوں کے دستے گیلی پولی کے ساحلوں پر اُترے جس کے بعد اگلے ماہ تک یہ علاقہ ایک وحشت ناک اور ہولناک جنگ کا میدان بنا رہا۔ برطانیہ اور فرانس گیلی پولی پر قبضہ کر کے اپنے اِتحادی رُوس کو رسد کی فراہمی کے لیے راستہ بنانا اور یونان اور بلغاریہ کو اِتحاد میں شامل کرنا تو چاہتے ہی تھے لیکن اِتحادیوں کا اصل مقصد عالمِ اِسلام کی سب سے طاقتور قوت سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ کر کے اُس کے حصے بخرے کرنا بھی تھا لیکن اُس جنگ میں ترکوں نے گیلی پولی کے محاذ کا بڑی کامیابی سے دفاع کیا، دونوں طرف سے ایک اَندازے کے مطابق ڈھائی ڈھائی لاکھ فوجی ہلاک یا زخمی ہوئے لیکن ترکوں نے طاقت کے نشے میں چور اِتحادیوں کا بے مثال جرأت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور مار مار کر گیلی پولی کو حقیقت میں اِتحادیوں کا قبرستان بنا دیا۔ اگرچہ اِتحادی فوجی بھی اُس میدان میں خوب لڑے لیکن آٹھ ماہ میں اَطراف سے پانچ لاکھ لاشیں گرنے اور زخمی اُٹھائے جانے کے بعد برطانیہ اور فرانس کو اپنے اِتحادیوں کے ہمراہ یہاں سے پسپا ہو کر نکلنا پڑا۔ اِس عبرتناک شکست پر اُس جنگ کے ماسٹر مائنڈ برطانوی ونسٹن چرچل کو کابینہ سے مستعفی ہونا پڑا جبکہ اِس کے برعکس مصطفٰی کمال اِس جنگ میں ترکوں کے ہیرو کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے، پہلے مصطفٰی کمال کو ''پاشا'' یعنی جرنیل کے عہدے پر ترقی دی گئی اور جنگ کے خاتمے کے ٹھیک سات سال بعد مصطفٰی کمال جدید ترکی کے پہلے صدر منتخب ہو گئے اور ''اَتاترک'' یعنی ترکوں کے باپ

کا خطاب پایا۔

اُس جنگ کا ماسٹر مائنڈ برطانوی کابینہ میں شامل سر ونسٹن چرچل نے اُس جنگ کے لیے فوجی اکٹھے کرنے کے لیے تاجِ برطانیہ میں شامل آسٹریلیا، اَفریقہ اور برصغیر کا دورہ کیا۔آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جیسی مسیحی نوآبادیوں میں چرچل نے اِس جنگ کو مذہبی رنگ دیا اور سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے پر پوری دُنیا پر صلیب کی حکمرانی کا خواب دِکھایا تھا جس پر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سے ساٹھ ہزار سے زائد مسیحی رضا کار سلطنتِ عثمانیہ سے جنگ کرنے گیلی پولی کے محاذ پر آن پہنچے لیکن اُن میں سے نصف سے بھی بہت کم واپس گھروں کو لوٹ سکے۔پہلی جنگِ عظیم کے اِختتام پر سلطنتِ عثمانیہ کا تو خاتمہ ہوگیا لیکن دُنیا پر صلیب کی حکمرانی کا خواب پورا نہ ہوسکا اَلبتہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں گھر گھر صفِ ماتم ضرور بچھ گئی، پہلی جنگ عظیم میں اِتحادیوں کی جانب سے دس لاکھ ہندوستانی فوجیوں نے بھی مختلف محاذوں پر لڑائیوں میں حصہ لیا جن میں چوہتر ہزار ایک سو ستاسی ہندوستانی فوجی مختلف محاذوں پر جان سے گئے اور سڑسٹھ ہزار ہندوستانی فوجی زخمی بھی ہوئے۔

معرکہ گیلی پولی دُنیا کے اُن چند معرکوں میں سے ایک ہے جسے جیتنے اور ہارنے والے دونوں حریف اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے رہے ہیں لیکن اِس کا کریڈٹ بجا طور پر مصطفٰی کمال پاشا کو جاتا ہے کہ جنگ کے خاتمے کے بعد گیلی پولی میں مارے جانے والوں کی لاشوں اور باقیات کو رنگ ونسل کے اِمتیاز اور مذہب وعقیدے کی تفریق کے بغیر باقاعدہ قبرستانوں میں دفن کیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ آج اِس اہم ترین اور فیصلہ کن جنگ میں جان سے جانے والوں کے چالیس سے زیادہ قبرستان پورے گیلی پولی میں بکھرے نظر آتے ہیں، گیلی پولی میں جابجا جنگی یادگاریں بھی موجود ہیں، اُن جنگی قبرستانوں اور یادگاروں کے باہر فاتح گیلی پولی مصطفٰی کمال پاشا

کی تقریر کا وہ حصہ ضرور کنندہ ہے جس میں اَتاترک نے جنگ کے خاتمے پر دُشمنوں کی لاشیں دفن کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا تھا تم نے یہاں اپنا خون بہایا اور جانیں قربان کیں لیکن اب تم یہاں اَجنبی زمین میں نہیں بلکہ ایک دوست ملک کی مٹی میں سو رہے ہو اِس لیے سکون سے رہو اور فکر نہ کرو، اب یہاں جانیں قربان کرنے والوں کی باقیات مسلم اور مسیحی کی تفریق کے بغیر ساتھ ساتھ رہیں گی، اور وہ مائیں جنہوں نے اپنے بیٹے دُور دراز علاقوں سے یہاں لڑنے کے لیے بھیجے، اپنے آنسو پونچھ ڈالیں کیونکہ اُن کے بیٹے اب ہمارے سینے میں دفن اور سکون میں ہیں، اِس زمین پر اپنی جانیں قربان کرنے کے بعد اب وہ ہمارے بیٹے بن چکے ہیں۔[۱]

ترکوں کی جانب سے اِنسانیت کے اِحترام کے واضح پیغام کے باوجود اِس جنگ میں مارے جانے والے اپنے ساڑھے گیارہ ہزار فوجیوں کی یاد میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے ہر سال ۲۵ ؍اپریل کو Anzac Day یعنی یومِ آسٹریلیا نیوزی لینڈ آرمی کور کے طور پر منانا اور بہانے بہانے سے ترکوں کو مطعون کرنا شروع کر دیا اور آج تک ہر سال یہ دن منایا جاتا ہے۔ اِس کے باوجود کہ اِتحادی گیلی پولی پر جارح کے صورت میں آئے تھے اور اِس جنگ میں اِتحادیوں کو واضح شکست بھی ہوئی تھی لیکن اِتحادیوں کی اِس جارحیت کے ایک سو سال پورے ہونے پر وہ تمام ممالک جو اِتحادی فوج میں شامل تھے، اُنہوں نے ۲۵ ؍اپریل کو ''یوم اِنزاک'' منایا اور جنگ گیلی پولی میں مارے جانیوالے اپنے فوجیوں کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

---

[۱] اِنسانیت کے اِحترام کے حوالہ سے تدفین جیسے اِقدامات درست ہیں مگر حالتِ کفر پر مرنے والے کے لیے سکون و راحت نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ذلت اور دردناک عذاب ہے، وہ ہمارے بیٹے نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے باغی اور دُشمن ہیں۔ محمود میاں غفرلہٗ

قارئین کرام ! کسی واقعے کی صد سالہ تقریبات منانا حیران کن نہیں لیکن اَفسوس کی بات تو یہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے بھی اِس جنگ کی یادگاری تقریب میں شرکت کی، وزیراعظم نواز شریف نے ''ترکی'' کی تقریب میں نہیں کی بلکہ لندن میں ہونے والی تاجِ برطانیہ اور دولتِ مشترکہ کی یادگاری تقریب میں شرکت کی۔

اِس تقریب میں وزیراعظم نے برطانیہ کی جانب سے ترکوں کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جانے والے فوجیوں کی یادگار پر پھول بھی چڑھائے اور سر جھکا کر ایک منٹ کے لیے خاموشی بھی اِختیار کی۔

سوال یہ ہے کہ ایک منٹ کی اِس خاموشی کے دوران وزیراعظم نواز شریف نے کیا سوچا ؟

کیا وزیراعظم نے ترکوں کے خلاف لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرنے والے برصغیر کے چودہ سو فوجیوں کے گناہ بخشنے کی دُعا مانگی ؟

کیا وزیراعظم نے خاموشی کے ایک منٹ میں کسی ایک لمحے بھی یہ سوچا کہ اُنہیں معرکہ گیلی پولی کے تناظر میں منعقدہ صد سالہ تقریب میں لندن کے بجائے اِستنبول جانا چاہیے تھا ؟

آخر وزیراعظم نے اِس ایک منٹ کی خاموشی میں کیا سوچا ؟

کیا وزیراعظم نے ایک لمحہ بھی یہ سوچا کہ پاکستان کو اپنا دُوسرا گھر کہنے والے ترکوں پر کیا گزرے گی ؟

سوال یہ بھی ہے کہ لندن میں معرکہ گیلی پولی کی یادگار پر اِختیار کی جانے والی یہ خاموشی عالمِ اِسلام کے سب سے طاقتور ملک کے حاکم کی جانب سے اِظہارِ ندامت تھا یا یہ بے بسی کی زنجیروں میں جکڑے ''ایک غلام کی خاموشی'' تھی ؟ ''

قارئین نے ایک اِسلامی ملک کے مسلمان وزیر اعظم کی اپنی ہی تاریخ سے بے خبری کا اَندازہ کر ہی لیا ہوگا۔ ؎ اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اَب دُوسری طرف ایک کافر اور ہندو لیڈر گاندھی جی کی مسلمانوں کی ''تحریکِ خلافت'' کی اہمیت وحقانیت کے بارے میں آگہی اور بیداری بھی ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کیا مسلمانوں کے قائد ایسے ہی بے خبر ہونے چاہئیں ؟ ؟ ۱۹۲۴ء میں گاندھی جی لکھتے ہیں :

''اگر میں کوئی پیغمبر ہوتا اور مجھے غیب کا علم دیا گیا ہوتا اور میں جانتا کہ تحریکِ خلافت کا یہ اَنجام ہوگا تب بھی میں خلافت کی تحریک میں اِسی اِنہاک سے حصہ لیتا، خلافت کی یہی تحریک ہے جس نے قوم کو بیداری عطا کی، اَب میں پھر اِسے سونے نہ دُوں گا۔''(تحریکِ خلافت از قاضی محمد عدیل عباسی ص۲۶۳)

اَب آخر میں تحریکِ ریشمی رُومال کے قائد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمة اللہ علیہ کی پُر درد تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ اپنے بعد آنے والے مسلمانوں کو اُن کی ذمہ داریوں کا اِحساس دِلاتے ہوئے اپنی چھینی ہوئی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کی تلقین ونصیحت فرما رہے ہیں :

''پس اے فرزندانِ توحید ! میں چاہتا ہوں کہ آپ اَنبیاء و مرسلین اور اُن کے وارثوں کے راستے پر چلیں اور جو لڑائی اِس وقت شیطان کی ذُرِّیت اور خدائے قدوس کے لشکروں میں ہو رہی ہے اُس میں ہمت نہ ہاریں اور یاد رکھیں کہ شیطان کے مضبوط سے مضبوط آہنی قلعے خداوندِ قدیر کی اِمداد کے سامنے تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطَانِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا ﴾

''اِیماندار تو خدا کے راستے میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کے راستے میں، پس تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو، بلاشبہ شیطان کی فریب کاری محض لچر پوچ ہے۔''

میں نے اِس پیرانہ سالی اور علالت و نقاہت کی حالت میں (جس کو آپ خود مشاہدہ فرمارہے ہیں) آپ کی دعوت پر اِس لیے لبیک کہا کہ میں اپنی ایک گمشدہ متاع کو یہاں پانے کا اُمیدوار ہوں۔

بہت سے نیک بندے ہیں جن کے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی جھلک رہی ہے لیکن جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ خدا را جلد اُٹھو اور اِس اُمتِ مرحومہ کو کفار کے نرغے سے بچاؤ تو اُن کے دِلوں پر خوف و ہراس مسلط ہو جاتا ہے، خدا کا نہیں بلکہ چند ناپاک ہستیوں کا اور اُن کے سامانِ حرب وضرب کا، حالانکہ اُن کو تو سب سے زیادہ جاننا چاہیے تھا کہ خوف کھانے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ خدا کا غضب اور اُس کا قاہرانہ اِنتقام ہے اور دُنیا کی متاعِ قلیل خدا کی رحمتوں اور اُس کے اِنعامات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

چنانچہ اِسی قسم کے مضمون کی طرف حق تعالیٰ شانہ نے اِن آیات میں اِرشاد فرمایا ہے :

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْآ اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَةِ اللّٰہِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ﴾

''کیا تم نے اُن لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ کو روکو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوة اَدا کرتے رہو پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو یکا یک اُن میں کا ایک فریق ڈرنے لگا آدمیوں سے خدا کے برابر یا اُس سے بھی زیادہ ! اور کہنے لگا کہ اے ہمارے پروردگار ! آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا اور

کیوں تھوڑی مدت ہم کو اور مہلت نہ دی ؟ کہہ دو کہ دُنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے اور آخرت اُس شخص کے لیے بہتر ہے جس نے تقویٰ اِختیار کیا اور تم پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آ دبائے گی اگر چہ تم نہایت مستحکم قلعے میں ہو۔''

اے نونہالانِ وطن ! جب میں نے دیکھا کہ میرے اِس دَرد کے غم خوار (جس سے میری ہڈیاں پگھلی جا رہی ہیں) مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور اسکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند مخلص اَحباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا اور اِس طرح ہم نے ہندوستان کے دو تاریخی مقاموں (دیوبند اور علی گڑھ) کا رِشتہ جوڑا۔

کچھ بعید نہیں کہ بہت سے نیک نیت بزرگ میرے اِس سفر پر نکتہ چینی کریں اور مجھ کو اپنے مرحوم بزرگوں کے مسلک سے منحرف بتلائیں لیکن اہلِ نظر سمجھتے ہیں کہ جس قدر میں بظاہر علی گڑھ کی طرف آیا ہوں اِس سے کہیں زیادہ علی گڑھ میری طرف آیا ہے۔

دوش دیدم کہ ملائکہ دَر میخانہ زدند
گلِ آدمؑ بسر شتند بہ پیمانہ زدند
ساکنانِ حرم سرِّ عفاف ملکوت
بامن راہ نشین بادۂ مستانہ زدند
شکرِ اِیزد کہ میان من و اُو صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ راعذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہِ اَفسانہ زدند

آپ میں سے جو حضرات محقق اور باخبر ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ میرے اَکابر سلف نے کسی وقت بھی کسی اَجنبی زبان کے سیکھنے یا دُوسری قوموں کے علوم وفنون حاصل کرنے پر کفر کا فتوی نہیں دیا۔

ہاں ! یہ بے شک کہا گیا ہے کہ اَنگریزی تعلیم کا آخری اَثر یہی ہے جو عمومًا دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگے جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اُڑائیں یا حکومتِ وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لیے جاہل رہنا ہی اچھا ہے۔

اَب اَزراہِ نوازش آپ ہی اِنصاف کیجیے کہ یہ تعلیم سے روکنا تھا یا اُس کے اَثرِ بد سے ؟ اور کیا یہ وہی بات نہیں جس کو آج مسٹر گاندھی اِس طرح اَدا کر رہے ہیں کہ :

''اِن کالجوں کی اعلیٰ تعلیم بہت اچھے اور صاف اور شفاف دُودھ کی طرح ہے جس میں تھوڑا سا زہر مِلا دیا گیا ہو۔''

بارے خدا کا شکر ہے کہ اُس نے میری قوم کے نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ اپنے نفع وضرر کا موازنہ کریں اور دُودھ میں جو زہر مِلا ہوا ہے اُس کو کسی بھپکے کے ذریعے سے علیحدہ کر لیں۔ آج ہم وہی بھپکا نصب کرنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں اور آپ نے مجھ سے پہلے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ بھپکا ''مسلم نیشنل یونیورسٹی'' ہے۔

مطلق تعلیم کے فضائل بیان کرنے کی ضرورت اَب میری قوم کو نہیں رہی کیونکہ زمانہ نے خوب بتلا یا دیا ہے کہ تعلیم سے ہی بلند خیالی، تدبر اور ہوشمندی کے پودے نشو ونما پاتے ہیں اور اِسی کی روشنی میں آدمی نجاح وفلاح کے راستہ پر چل سکتا ہے۔

ہاں ضرورت اِس کی ہے کہ وہ تعلیم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو اور اَغیار کے اَثر سے کلیۃً آزاد ہو۔ کیا باعتبارِ عقائد وخیالات کے اور کیا باعتبارِ اَخلاق واَعمال کے اور کیا باعتبارِ اَوضاع واَطوار کے ہم غیروں کے اَثرات سے پاک ہوں۔

ہماری عظیم الشان قومیت کا اَب یہ فیصلہ نہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے کالجوں سے بہت سستے داموں کے غلام پیدا کرتے رہیں بلکہ ہمارے کالج نمونہ ہونے چاہئیں بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کے اور اُن عظیم الشان مدارس کے جنہوں نے یورپ کو اپنا شاگرد بنایا اِس سے پیشتر کہ ہم اُس کو اپنا اُستاد بناتے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ بغداد میں جب مدرسہ نظامیہ کی بنیاد اِسلامی حکومت کے ہاتھوں سے رکھی گئی تو اُس دِن علماء نے جمع ہو کر علم کا ماتم کیا کہ اَفسوس آج سے علم حکومت کے عہدے اور منصب حاصل کرنے کے لیے پڑھا جائے گا تو کیا آپ ایک ایسے کالج سے فلاحِ قومی کی اُمید رکھتے ہیں جس کی اِمداد اور نظام میں بڑا قوی ہاتھ ایک غیر اِسلامی حکومت کا ہو ؟

ہماری قوم کے سربر آوردہ لیڈروں نے سچ تو یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی ایک بڑی اہم ضرورت کا اِحساس کیا۔ بلا شبہ مسلمانوں کی دَرس گاہوں میں جہاں علومِ عصریہ کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہو، اگر طلبہ اپنے مذہب کے اصول و فروع سے بے خبر ہوں اور اپنے قومی محسوسات اور اِسلامی فرائض فراموش کردیں اور اِن میں اپنی ملت اور اپنے ہم قوموں کی حمیت نہایت اَدنیٰ درجے پر رہ جائے تو یوں سمجھو کہ وہ دَرسگاہ مسلمانوں کی قوت کو ضعیف بنانے کا ایک آلہ ہے۔

اِس لیے اعلان کیا گیا ہے کہ ایسی ''آزاد یونیورسٹی'' کا اِفتتاح کیا جائے گا جو گورنمنٹ کی اِعانت اور اُس کے اَثر سے بالکل علیحدہ ہو اور جس کا تمام تر نظامِ عمل اِسلامی خصائل اور قومی محسوسات پر مبنی ہو۔

مجھے لیڈروں سے زیادہ اُن ''نونہالانِ وطن'' کی ہمتِ بلند پر آفرین اور شاباش کہنا چاہیے جنہوں نے اِس نیک مقصد کی اَنجام دہی کے لیے اپنی ہزاروں اُمیدوں پر

پانی پھیر دیا اور باوجود ہر قسم کی طمع اور خوف کے وہ ''موالاتِ نصاریٰ'' کے ترک[1] پر نہایت مضبوطی اور اِستقلال کے ساتھ قائم رہے اور اپنی عزیز زندگیوں کو ملت اور قوم کے نام پر وقف کر دیا۔

اَب میری یہ اِلتجا ہے کہ آپ سب حضرات بارگاہِ رب العزت میں نہایت صدقِ دِل سے دُعا کریں کہ وہ ہماری قوم کو رُسوا نہ کرے اور ہم کو کافروں کا تختۂ مشق نہ بنائے اور ہمارے اچھے کاموں میں ہماری مدد فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ .

آپ کا خیر اَندیش

بندہ محمود عفی عنہ

۱۶؍صفر ۱۳۳۹ھ/ ۲۹؍اکتوبر ۱۹۲۰ء

(حضرت مدنی رحمہ اللہ کی سیاسی ڈائری ج ۷ مقالاتِ سیاسیہ حصہ دوم ص ۳۱۳)

مخیر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

[1] نصاریٰ سے دِلی دوستی نہ کرنا اور اُن کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

صحابہ رضی اللہ عنہم پوری اُمت کے اُستاد ۔ اُستاد کی بے اَدبی کا وبال ! !
اِجمالی اِیمان نجات کے لیے کافی ہے ۔ ''قبر'' پہلی منزل
نظریہ اِرتقاء غلط مفروضہ ۔ نزع کے وقت ''تلقین'' کا طریقہ

(کیسٹ نمبر 84 سائیڈ B 1988 - 02 - 07)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

یہ جو تقدیر کے متعلق مسائل چل رہے تھے اُن میں یہ تو منع آیا ہے کہ بحث کی جائے زیادہ اُلجھا جائے بس اُس پر اِیمان بتلایا گیا ہے اور تقدیر کا مطلب یوں سمجھ لیجئے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل کا یقین دِلانا مقصود ہے، یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو آج معلوم ہے اور کل کا معلوم نہیں بلکہ اُس کا علم کامل ہے، جو گزرا وہ بھی اور جو آئندہ آئے گا وہ بھی۔ اِس کے متعلق حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط لکھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نام، اُن سے اِس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا، اُنہوں نے بہت عمدہ جواب دیا ہے اِس کتاب مشکوۃ کی شرح ہے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''مرقاۃ'' اُس میں اُنہوں نے دیا ہے۔ [1]

---

[1] گزشتہ ماہ کے جریدہ میں یہ خط شائع ہو چکا ہے۔ مرتب

ایسی چیزیں کہ جو نظروں سے غائب ہیں اور واقع میں ہوتی ہیں آئندہ پیش آنے والی ہیں ایسی تمام چیزیں رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہیں تاکہ اِنسان اُن کی تیاری کرے تو اُن میں سے سب سے پہلے پیش آنے والا مرحلہ جو ہے وہ تو قبر کا ہے اور قبر میں کیا ہوتا ہے وہ کچھ کسی کو پتہ نہیں وہاں تک اِنسان کی حِس نہیں جاتی، مخلوقات میں جو دُنیا میں ہیں اُن میں دو مخلوقیں مکلّف ہیں اُن کی اِطاعت بھی شمار ہوتی ہے اُن کی معصیت بھی شمار ہوتی ہے نیکی بدی دونوں شمار ہوتی ہیں دونوں پر آخرت میں جزا مرتب ہوتی ہے، وہ ہیں ''ثقلین'' یعنی اِنسان اور جن، باقی اِن کے علاوہ (مخلوقات) مکلّف نہیں ہیں نہ اُنہیں عقل دی گئی ہے، جانور ہیں حیات ہے اُن میں، نباتات اور اِنسان کے درمیان ایک مخلوق ہے اُس کو اُتنی ہی عقل دی گئی ہے جس سے اُس کا گزارہ ہو، یہ الگ بات ہے کہ کسی کو کسی قسم کی کسی کو کسی قسم کی سمجھ دی گئی ہے مگر وہ عقل نہیں کہلا سکتی، عقل تو قاعدہ کلیہ بنا لیتی ہے ضابطہ بنا لیتی ہے آگے دلائل اور بہت آگے تک سوچتی ہے وغیرہ وغیرہ، جانوروں میں ایسے نہیں ہے اگرچہ اُن کے عجائبات ملتے ہیں وہ گھونسلہ بنالیتا ہے اِتنا نفیس بُنا ہوا ہوتا ہے کہ آدمی اُسے دیکھتا رہے اور حیرت کرتا رہے، کچھ جانور ایسے ہیں کہ جن کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ پانی ہے زمین کے نیچے یا نہیں، عجیب وغریب خواص ہیں مگر کسی میں کوئی خاصیت کسی میں کوئی خاصیت اور وہ ساری کی ساری نوع میں ہے اور یہ بھی نہیں کہ کوئی سکھائے اُسے وہ خود بخود ہے، یہ بطخ کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسے کوئی نہیں سکھاتا کہ ایسے تیرنا ہے خود تیرتا ہے، جانور ہیں اِنہیں کوئی نہیں سکھاتا تیرنا لیکن اگر پانی میں چلے جائیں تو خود بخود تیریں گے تو اِس طرح کی چیزیں حق تعالیٰ نے اُن میں رکھی ہیں بس جتنی کہ اُن کی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے۔

''نظریہ اِرتقاء'' ایک غلط مفروضہ :

باقی اِرتقاء کا عمل یہ بالکل نہیں ہے، وہ پہلے بھی منہ مار کر کھاتے تھے تو آج بھی منہ مار کر کھاتے ہیں اور سبزہ کھاتے تھے اگر دس ہزار سال پہلے تو اَب دس ہزار سال بعد بھی سبزہ ہی کھاتے ہیں، اُسی طرح کا کھاتے ہیں جس طرح کا اُنہیں مرغوب ہے چارہ ڈالا جاتا ہے دانہ ڈالا جاتا ہے، اِنسان کو اللہ

نے بتا رکھا ہے کہ اِس جانور کو یہ غذا دینی ہے اِسے یہ دینی ہے حتی کہ اَوقات تک معلوم ہیں کہ اِس جانور کو یہ غذا دینی ہے اِسے یہ دینی ہے اور اِسے اِس طرح سدھانا ہے اور اِسے اِس طرح سدھانا ہے اور وہ سدھ جاتے ہیں ﴿عَلَّمْتُمُوْهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ تم جانوروں کو سکھاؤ، اللہ نے تمہیں سکھایا ہے علم دیا ہے۔

دیگر مخلوقات میں جنت دوزخ نہیں بلکہ صرف اِنصاف ہوگا :

لیکن یہ مکلّف نہیں ہیں خدا کے ہاں کہ جہنم میں جائیں یا جنت میں جائیں یا اِن سے سوال وجواب ہو ایسے نہیں ہے اَلبتہ اِنصاف ضرور ہے حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ [1] قیامت کا جو اللہ تعالیٰ نے ایک فائدہ بتایا ہے حکمت بتائی ہے وہ یہ ہے ﴿لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی﴾ سعی کے معنی ہیں دوڑنا، سعی کے معنی ہیں تیز چلنا کوشش کرنا لیکن عمل کرنا بھی ہے، عمل کرنے کے معنی میں بھی ہے تو جو عمل اُس نے کیے ہیں اُن کا بدلہ اُسے دیا جائے گا تو قیامت آجائے گی اور جو کسی نے نیکیوں کی بنیادیں ڈال رکھی ہیں اُن کا بھی منتہا ہو جائے گا اور اگر کوئی بدی کی بنیاد ڈال گیا ہے اُس کا بھی منتہا ہو جائے گا کیونکہ مرنے کے بعد اِنسان کے اپنے عمل تو ختم ہو جاتے ہیں نیکیوں کا ثواب جاری رہتا ہے، جو کچھ یہ حدیثیں ہم سناتے ہیں یا آپ پڑھتے ہیں ہم پڑھتے ہیں مطالعہ کرتے ہیں جن صحابہ کرامؓ سے پہنچی ہیں جن سندوں سے پہنچی ہیں اُن سب کو وہ ثواب پہنچ رہا ہے اور خود بخود چاہے نیت بھی نہ کرو لیکن اگر نیت کر لو تو اچھی بات ہے ورنہ اُنہیں پہنچ رہا ہے، کسی نے مسجد بنادی ہے وہ جب تک نماز کے کام آتی رہے گی اُس کے مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب جاری رہے گا لیکن خود عمل کر سکے وہ ختم ہو گیا، اَب کوئی دُوسرا اُس کے لیے کردے صدقہ کردے نیکی کا کوئی اِس طرح کا شعبہ قائم کردے جاری کردے اُس کا ثواب اُسے پہنچتا رہے وہ اَلگ بات ہے، اِستغفار اُس کے لیے کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما یہ بھی پہنچتا ہے اور بہت بڑی رحمت بن کر پہنچتا ہے تو قبر میں ہوتا کیا ہے ہمیں کوئی پتہ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۱۲۸

نہیں اِس کے بارے میں، مگر آقائے نامدار ﷺ کو پتہ تھا بذریعہ وحی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی بیٹھی کچھ بات کی اُس کے بعد وہ جانے لگی تو اُٹھتے ہوئے اُس نے ایک دُعا دی اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ[1] اللہ تعالیٰ تمہیں عذابِ قبر سے بچائے رکھے، اِنہوں نے کہا اپنے دِل میں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گی چنانچہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے، سوال جواب یہ ہوتا ہے قبر میں، تو اُس کے بارے میں یہ آتا ہے کہ مسلمان سے کیا سوال ہوگا کافر سے یا منافق سے اِن سے بھی سوال ہوتا ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ کافر سے سوال ہوگا ہی نہیں کیونکہ اُس کا کافر ہونا طے ہے اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ سوال ہوگا، منافق سے تو ہوگا ہی ہوگا لیکن کافر سے بھی ہوگا، کچھ علماء کہتے ہیں کہ نماز روزے کے بارے میں سوال نہیں ہوگا کیونکہ نماز روزہ تو فرض ہے اِیمان کے بعد، اِیمان ہی نہیں پایا گیا تو پہلے ہی سوال کا جواب نہیں ہے اُس کے پاس تو اَگلی باتیں کیسے ؟ اور کچھ فرماتے ہیں کہ نہیں، وہ بھی ہوگا سوال، مگر بہت کم ہے تعداد ایسے علماء کی۔

تو کچھ چیزوں میں یہ جو اَقوال ہیں علماء کے یہ اُصول کی روشنی میں ہیں کہ اِس قاعدے کی رُو سے یہ سمجھ میں آتا ہے اِس اِرشاد کی رُو سے یہ سمجھ میں آتا ہے (مثلاً) اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اگر کسی کو پکڑا جائے گا تو اَوّل اور آخر سب لیا جائے گا تو اِس طرح کے جو جملے ہیں اُن سے لیا ہے۔

دُنیا وآخرت کی ثابت قدمی ! ''تلقین'' کا طریقہ :

یہاں اِرشاد ہو رہا ہے کہ مسلمان سے جب سوال ہوگا تو وہ جواب دے گا اور گواہی دے گا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی اور قرآنِ پاک میں ایک آیت ہے ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ﴾ اللہ تعالیٰ صحیح بات پر اُن لوگوں کو قائم رکھتے ہیں جنہوں نے اِیمان قبول کیا دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور آخرت میں سب سے پہلے جو منزل ہے وہ قبر کی آتی ہے تو آقائے نامدار ﷺ نے بتلایا کہ اِس منزل میں بھی وہ ثابت قدم رہے گا، تو اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب عنایات ہیں۔

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۲۸

ایک صاحب اَبوزُرعہؒ رازیؒ ہیں بڑے اچھے بہت بڑے پائے کے محدث ہیں اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب قریب دور میں گزرے ہیں کتابوں میں اَسماء الرجال میں اُن کا بہت ذکر آتا ہے تو اَبوزُرعہؒ رازیؒ کی وفات کا جب وقت آیا تو اُن کے جو شاگرد تھے اُنہوں نے کہا کہ اَنداز ہوتا ہے کہ اِن کا اِنتقال ہوجائے گا تو اِنہیں تلقین کی جائے یعنی مرنے والے کو اِس بات پر لایا جائے کہ وہ کلمہ پڑھے، اَب اُس کا طریقہ کیا ہو ؟ اِس درمیان میں ایک بات اور عرض کروں کہ عبداللہ اِبن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اِن سے پہلے گزرے ہیں اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں، اُن کا جب وفات کا وقت آیا تو لوگوں نے اِسی طرح کی بات کی اُنہوں نے کلمہ پڑھ لیا پھر اُن پر غفلت کی سی کیفیت پھر ہوگئی اور پھر لوگوں نے یہی چاہا کہ یہ پڑھ لیں تو پھر ذرا طبیعت درست ہوئی کچھ بولنے کے قابل ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں کلمہ پڑھ لوں تو بس اُس پر پھر میں قائم ہوں فَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مَالَمْ اَتَکَلَّمْ بِکَلَامٍ آخَرَ یعنی یہ نہیں ضروری کہ بار بار پڑھوایا جائے جب تک وہ کوئی اور بات نہ کرے، اگر کوئی اور بات بھی کرلی ہے تو پھر اُسے کلمہ پڑھوانے کی کوشش کی جائے باقی اگر کوئی اور بات نہیں کی ہے خاموش لیٹا ہے تو وہ اُسی حال پر ہے۔

صحابہؓ پوری اُمت کے اُستاد ہیں، اَساتذہ کی تعظیم نہ کرنے کا وبال :

تو یہ اَبوزُرعہؒ رازیؒ کے جو شاگرد تھے اِنہوں نے چاہا کہ اَبوزُرعہؒ رازیؒ کلمہ پڑھیں لیکن ہمارے ہاں تو یہ ہے مسئلہ اَساتذہ کی تعظیم کی جاتی ہے یہ تو اَنگریزی دور کی باتیں ہیں کہ جب تعظیم نہ ہو اَساتذہ کی، اُن میں بھی سمجھدار لوگ جو ہیں وہ کرتے ہوں گے ضرور تعظیم اُستادوں کے حق جانتے ہوں گے عام روِش جو ہے وہ اِسی طرح کی ہے اور وہ (اَنگریز) تھے بھی جنگلی وحشی، تہذیب پہنچی بھی بہت بعد میں ہے چند سو سال پہلے ورنہ تو پسماندہ علاقہ تھا یہ دو سو سال میں ترقی ہوئی ہے تقریبًا ڈھائی سو سال ہو جائیں گے تو اِنہیں تمیز ہی نہیں اور مذہب پر وہ ہیں نہیں رہنمائی بھی نہیں مذہب کی تو اُن کے ہاں یہ نہیں ہے کہ اَساتذہ کی تعظیم کی جائے باقی اِسلام میں تو ہے اور اِتنی زیادہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی جو تعظیم نہیں

کرتے مثلاً شیعہ فرقہ اُنہیں قرآن یاد نہیں ہوتا اور یہ بات صحیح ہے حضرت نانوتوی رحمة اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے شیعوں کے متعلق اُس میں یہ لکھا ہے کہ فلاں جگہ ہم نے سنا حافظ ہے لیکن جب اُس سے پوچھا گیا تو نہیں تھا حافظ پھر اور لوگوں سے اِعتماد سے سنا کہ ہے ایک حافظ اِن میں سنا بھی دیتا ہے تو اُس پر حضرت ؒ نے لکھا ہے کہ اگر اُس سے سنتے تو وہ بھی نہ سنا سکتا، تو وجہ اُس کی یہ ہے کہ حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں لکھا گیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں نقل کرایا گیا اور اِس کے نسخے تیار ہوئے پھر جگہ جگہ بھیجے گئے۔

اہلِ تشیع کا قرآن اور صحابہؓ کے بارے میں عقیدہ، مولانا لکھنویؒ کا چیلنج :

اِن (اہلِ تشیع) میں یہ چونکہ عقیدہ ہے اِن کا اُن (صحابہؓ) کے بارے میں کہ وہ مسلمان ہی نہیں تھے قرآن میں تحریف کی ہے، جاہل شیعوں کا تو میں نہیں جانتا باقی جو لوگ کٹر شیعہ ہیں اور جن میں شیعیت کا پورا رنگ آیا ہوا ہے وہ اِس بات پر قائل ہیں کہ یہ قرآنِ پاک وہ قرآن نہیں اور مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ نے ''تنبیہ الحائرین'' لکھی ہے اُنہوں نے باقاعدہ اِعلان کیا تھا کہ

'' اگر شیعہ یہ اِعلان کردیں کہ ہمارا اِیمان اِس قرآنِ پاک پر ہے تو میں شیعہ ہوجاؤں گا ''

یہ اِعلان اُنہوں نے کیا، اَمروہہ اِن (روافض) کا ایک گڑھ ہے یوپی میں جیسے لکھنؤ بہت مشہور ہے اَمروہہ بھی ہے، وہاں اِنہوں نے جلسہ رکھا وہ وہاں پہنچ گئے وہاں جگہ جگہ اِشتہار لگوا دیے کہ وہ اِس بات کا جواب دیں کہ کیا جو موجودہ قرآنِ پاک ہے اِس پر اُن کا اِیمان ہے یا نہیں اور اِعلان کریں طے کریں بتائیں مجھے وہاں وہ سارے جمع ہوئے ہوئے تھے کانفرنس ہو رہی ہے، اُسی مضمون کا اِشتہار کہ اگر آپ لوگ یہ اِعلان کردیتے ہیں تو میں شیعہ ہوا جاتا ہوں۔ تو اُن (شیعوں) کا یہ ہوا کہ نہیں کرسکے وہ اِعلان اور کانفرنس جو تین دِن کی تھی یا چار دِن کی تھی وہ تین دِن سے پہلے ہی دو دِن میں نمٹا کے ختم کردی تو ''حائری'' وغیرہ جو آئے ہوئے تھے اُن کے ہاں بڑے بڑے لوگ اُن کے نام پر منسوب کرکے اُنہوں نے ''تنبیہ الحائرین'' لکھی ہے، وہ چھپتی بھی چلی آرہی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہاں مذہب میں اِستفادے اور فیض کے لیے ''اَدب'' ضروری ہے، اگر اَساتذہ کا اِحترام نہیں ہوگا تو آگے فیض نہیں چلے گا وہ رُک جائے گا۔ تو اَبوزُرعہ رَازی رحمۃ اللہ علیہ کے جو شاگرد تھے اُنہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اُن کے سامنے کلمہ پڑھنا شروع کریں تاکہ وہ بھی پڑھیں، اِرادہ کیا کہ ایسے کرنا چاہیے یہ آخرت کی بات ہے حسنِ خاتمہ کی اِیمان کی اور پھر یہی ہوا کہ اُستاد کا رُعب غالب رہا وہ نہیں پڑھ سکے ورنہ اِردگرد بیٹھے تھے کلمہ پڑھتے رہتے ایسے کہ اُن کے کان میں آواز چلی جائے، جو لبِ دم ہے اُس کے کان میں آواز چلی جائے وہ خود ہی پڑھ لے گا، یہ کہنا تو منع ہے کہ ''پڑھو'' کیونکہ اگر خدانخواستہ اُس کی زبان سے ''نہ'' نکل جائے تو چاہے اُس نے ''نہ'' کسی بھی مطلب سے کہا ہو لوگ یہ سمجھیں گے کہ کلمہ کا اِنکار کیا ہے اور اُس پر کیا کیفیت گزر رہی ہے اُس کا پتہ نہیں، تو اِس واسطے وہ منع کیا گیا ہے، طریقہ بس یہی بتایا گیا ہے کہ آپ پڑھتے رہیں وہ بھی پڑھنے لگے گا اگر سَکت ہے زبان سے پڑھ لے گا، سَکت نہیں ہے تو دِل میں پڑھ لے گا۔ تو اِن لوگوں نے ایک اور طریقہ اِیجاد کیا وہ یہ کہ ایک حدیث پڑھنی شروع کی جس حدیث میں یہ آتا ہے کہ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ جس کی زبان سے آخری کلمات ''لا اِلہ اِلا اللہ'' کے نکلیں وہ جنت میں جائیگا تو اِنہوں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ یعنی جیسے سند ہوتی ہے حدیث کی کہ فلاں نے مجھے اُنہیں فلاں نے یہ سنایا اور ایک جگہ جا کر رُک گئے تو اِن اَبوزُرعہؒ رازیؒ نے اِس سے آگے خود ساری حدیث مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ یہاں تک پڑھی اور پڑھتے ہی وفات ہوگئی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ﴾ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی خدا کی جانب سے مدد ہوگی نَزَلَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ اِس آیت کا شانِ نزول جو ہے وہ یہی ہے اور مَنْ رَّبُّکَ یہ سوال ہوگا تیرا رب کون ہے ؟ جواب میں وہ یہی کہے گا کہ ''اللہ'' ہے۔

اِجمالی اِیمان نجات کے لیے کافی ہے :

ایک لڑکی تھی ایک بچے کا بھی قصہ ہے اِسی طرح کا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُس بچی کا قصہ پیش آیا آپ نے اُس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے ؟ اُس نے آسمان کی طرف اِشارہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مومن ہے، کیونکہ عام سمجھ جو ہے وہ اِتنی ہی ہے اِس سے آگے سارے کے سارے معرفت والے ہوں یہ بہت مشکل بات ہے، سادھی سی بات ہے کہ اللہ ایک ہے، کہاں ہے ؟ بلندی کی طرف اِشارہ کیا اور بلندی اور نیچا کچھ بھی تو نہیں ہے، یہ لوگ (خلاباز) چلے جاتے ہیں فضاء میں تو کدھر زمین اُونچی ہے اور کدھر دُوسری چیز نیچی ہے کچھ بھی نہیں لیکن بلندی کے لیے جب اِشارہ کیا جاتا ہے تو اُوپر ہی کی طرف کیا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اِجمالی اِیمان بھی نجات کے لیے کافی قرار دیا ہے اور اِیمانِ اِجمالی ہی عام لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ تو میت اگرچہ آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ختم ہوگیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے آقائے نامدار ﷺ نے بتلایا ہے لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ [1] وہاں جو لوگ اُس وقت ہوتے ہیں اُن کے جوتوں کی آواز بھی اُس کو محسوس ہوتی ہے، اَب یہ محسوس ہونا جوتوں کی آواز ایک تو اِس طرح سے ہے کہ جیسے چھت پر کوئی چل رہا ہو تو آواز محسوس ہوگی، یہ محسوس ہونا تو نہیں بتلایا گیا بلکہ وہ محسوس ہونا تو باطنی طور پر ہے جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی جا کر سلام کرتا ہے تو مُردہ اُسے جواب دیتا ہے اور اِس میں کسی کا اِختلاف بھی نہیں ہے۔

اِبن تیمیہؒ جو ہیں بڑے متشدد ہیں اور یہ جو اَب حنبلی حضرات ہیں یہ سعودی عرب کے یہ ہیں حنبلی اور تیمی اور وہابی یعنی آخری جو اِن کے یہاں مجتہد گزرے ہیں حنبلی مذہب میں وہ اِبن تیمیہؒ کے بعد محمد اِبن عبدالوہاب کو مانتے ہیں تو یہ ہیں ''حنبلی تیمی وہابی'' یعنی محمد اِبن عبدالوہاب کے اَقوال کو آخری درجہ دیتے ہیں بڑا درجہ دیتے ہیں تو اِبن تیمیہؒ وہ لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے اِتنا کہا ہے کہ وہ سنتا ہے اور یہ اپنی طرف سے تفسیر کی ہے اُنہوں نے کہ رَدَّ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ اُس کی رُوح لوٹا دیتے ہیں اُس کو شعور دیتے ہیں اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جسے دُنیا میں پہچانتا تھا اُس کو پہچانتا بھی ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۲۶

''نیچری'' عقائد و حقائق کے منکر ہیں :

آج کل جو نیچری لوگ یا معتزلی جنہیں کہا جاتا ہے اَصل میں معتزلی ہیں یہ (کہتے ہیں) کہ جو چیز ہماری عقل میں آرہی ہے وہ مانیں گے جو نہیں آرہی وہ نہیں مانیں گے، وہ جنت کا وجود بھی نہیں مانتے اَب ہے، جہنم کا نہیں مانتے، پل صراط نہیں مانتے، میزان نہیں مانتے قیامت کے دِن کی اور اِسی طرح سے عذابِ قبر بھی نہیں مانتے۔ تو جو اِسے (یعنی قبر کی جزا سزا کو) مانتا ہے وہ (بعد والی) سب (چیزیں) مانتا ہے اور جو عذابِ قبر یا سوالِ قبر یا قبر میں کیفیات کا قائل نہیں وہ (بعد والے اُمور کا بھی قائل) نہیں، تو یہاں یہ آیا ہے کہ اُس کو اُٹھاتے ہیں بٹھاتے ہیں اور اُس سے سوال کرتے ہیں اُس پر یہ خاص طور پر اِعتراض اُٹھتا ہے کہ ہم تو دیکھتے ہیں مُردے کو اگلے دِن کھول کر، چاہے ایسے اِنجکشن لگا دیے جائیں اُس کے کہ بالکل حالت نہ بدلنے پائے پانچ پانچ چھ چھ مہینے جیسے تو اُسے کھول کر دیکھ لیں تو ویسے کا ویسے ہی ہوگا اور وہ کہا کرتے تھے شروع میں یعنی اَب نہیں بلکہ اَب سے تقریبًا تیرہ سو سال پہلے یہ فتنہ شروع ہوا، وہ کہتے تھے کہ ہم اگر مُردے کے اُوپر کوئی پیالہ بھر کر رکھ دیں تو اگلے دِن جا کر مشاہدہ کریں اور دیکھیں گے تو وہ اُسی طرح رکھا ہوگا اُس کے اُوپر، اگر ....

....

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا ....

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جوتا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

رمضان شریف ، شبِ قدر ، اِعتکاف

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

تمہید :

اِنسان کیا ہے ؟ اِس کا جواب نہایت آسان اور ظاہر ہوتے ہوئے اِنتہا درجہ پوشیدا اور حد سے زیادہ مبہم ہے چنانچہ عربی شاعر ''اَبوالعلامعری'' نے کہا تھا :

وَالَّذِیْ حَارَتِ الْبَرِیَّةُ فِیْهِ حَیْوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادِ

''جس کی حقیقت میں ساری مخلوقات سرگرداں ہے وہ ایک جاندار ہے جو جماد یعنی مٹی وغیرہ سے پیدا کیا گیا۔''

تاہم علماء اور حکماء نے اِس سوال کا جواب دیا ہے۔ منطقی صاحبان فرماتے ہیں کہ ''اِنسان حیوانِ ناطق ہے۔'' یعنی ایسا جاندار جو بدیہیات سے نظریات کو پہچان سکے، اُمور متعارَفہ سے غیر معلوم اُمور کو دریافت کر سکے۔

اِسی طرح اَطباء، فلاسفہ وغیرہ نے اپنے اپنے مذاق کے بموجب مختلف عبارتوں سے اِس سوال کا جواب دیا ہے۔

اور یادش بخیر مسٹر ڈارون کا خیال یہ ہے کہ

''اِنسان درحقیقت بندر تھا جو ترقی کرتے کرتے اِس حد تک پہنچ گیا۔''

اِرتقائی مدارج نے اِس کی دُم غائب کردی اور اُس کے قد کو سیدھا کر دیا ! ! ! ! !

جدید فلاسفہ کی تحقیق ہے کہ

''اِنسان اِبتداء میں ایک کیڑا ہوتا ہے جو نشو ونما پاتے پاتے اِنسان بن جاتا ہے۔''

مگر علماءِ تصوف و سلوک کا جواب سب سے زیادہ دلچسپ اور کار آمد ہے، علماءِ حقیقت فرماتے ہیں کہ

''یہ ایسی مخلوق ہے جس میں جانوروں کی خواہشات اور فرشتوں کے مَلکات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔''

علماءِ سلوک کا یہ جواب اُن کے مخصوص مذاق کا آئینہ دار ہے علماءِ سلوک اور تصوف کا کام یہی ہے کہ وہ رذیل اور کمینہ اَخلاق سے رُوح کو پاک و صاف کریں اور اعلیٰ اَخلاق بلند ترین فضائل کو اِس طرح فطرتِ اِنسانی کے ساتھ پیوست کر دیں کہ وہ طبیعتِ ثانیہ بن جائیں۔

جانوروں کی خواہشات کے لیے اِصطلاحی لفظ ''بہیمت'' ہے اور فرشتوں کے ملکات کو ''مَلکوتی صفات'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اِس حقیقت کی دُوسری تعبیر یہ بھی ہے کہ

''اِنسان ایک ایسی مخلوق ہے جس کو خیر اور شر سے مرکب کیا گیا ہے۔''

حقیقت یہ کہ ہم اِصلاح اور تزکیہ نفس کا اُونچا مقصد سامنے رکھ کر اِنسان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم اِبتداء میں نوزائیدہ بچہ کو اِس طرح بے حس اور عقل و شعور سے خالی پاتے ہیں جس طرح اور حیوانات کے بچے، اُن کے تمام اِحساسات اور تخیلات کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ بھوک لگے تو رولیں، پیٹ بھر جائیں

تو سو جائیں لیکن پھر نشو و نما کے ساتھ ساتھ فہم اور شعور کا بھی نشو و نما ہوتا چلتا ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد اُس کے علم و اِدراک کی ایک مخصوص کیفیت جانوروں کے بچوں سے اُس کو ممتاز کر دیتی ہے۔

یہاں سے منطقی تعریف کا آغاز ہوتا ہے کہ ''وہ ایک ایسا جاندار ہے جس میں اِدراک کی قوت ہو'' لیکن وہ قوتِ اِدراک پالینے کے بعد بھی اپنی خواہشات میں جانوروں سے کچھ ممتاز نہیں ہوتا، کھانے پینے کی طرف میلان، دُنیا کی طمع اور حرص، مرضی کے برخلاف پر غیظ و غضب اور پھر تکبر اور خود پسندی اور اِسی طرح نفسانی خواہشات وغیرہ وغیرہ۔ وہ شیر، بھیڑیے، بکرے اور بندروں جیسا ہوتا ہے، اِن ہی میلانات اور اَوصاف کا نام ''بہیمیت'' ہے لیکن اِس سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ اِس بہیمیت اور حیوانیت کے دور میں ایک لطیف اِستعداد اُس کے اَندر ضرور ہوتی ہے جس کو اگر بروئے کار لایا جائے تو وہ پکا خدا پرست، پرہیزگار، رحم دِل، دُنیا سے بے نیاز، خدا کی مرضی پر راضی اور جانثار، حلیم اور بردبار ہو سکتا ہے، یہ لطیف اِستعداد اگرچہ اُس کی فطرت کا جزو ہوتی ہے مگر اُس کا ظہور دس بارہ سال کی عمر سے پہلے عموماً نہیں ہوتا، شریعتِ غرّاء نے اِس لطیف اِستعداد پر اَحکام کی تکلیف کو موقوف رکھا ہے اور سنِ بلوغ کو اُس اِستعداد کے لیے ایک معیار قرار دیا ہے۔ بہرحال یہ حسی مشاہدہ صوفیاءِ کرام اور علماءِ حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ اِنسان بہیمیت اور مَلکوتی صفات سے مرکب ہے۔

قرآنِ پاک کی متعدد آیتیں اِس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک اور چیز کی تعلیم دیتی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اِنسان کو اگرچہ خیر و شر، بہیمیت اور مَلکوتیت سے مرکب کیا گیا ہے مگر مرضی اِلٰہی یہ ہے کہ وہ بہیمی صفات کو چھوڑ کر مَلکوتی صفات اپنے اَندر پیدا کرے اور بارگاہِ رب العزت میں اعلیٰ تقرب حاصل کرلے، اِرشاد ہوتا ہے :

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ (الاحزاب : ۷۲)

''ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اَمانت پیش کی مگر اُن سب نے اِس کے برداشت کرنے سے اِنکار کیا اور اِس سے خوف کھایا، اِنسان نے اِس

کو برداشت کرلیا کیونکہ وہ ظلوم وجہول تھا۔''

یعنی زمین آسمان اور پہاڑ نہ بہیمی صفات رکھتے ہیں اور نہ مَلکوتی صفات کی اُن کے اَندر صلاحیت ہے، اِنسان میں بہیمی صفات فطری طور پر موجود ہیں اور مَلکوتی صفات بھی اُس کی فطرت میں وَدیعت فرمائی گئی ہیں تو اُس کو یہ اَمانت عطا فرمائی گئی تاکہ وہ صفاتِ خبیثہ سے پاک ہوکر مَلکوتی صفات حاصل کرلے، ''ظلوم'' کے بجائے ''عادِل'' ہو، ''جاہل'' کے بجائے ''عالِم'' بنے۔

سورۂ تین میں خداوندِ عالم نے چند چیزوں کی قسمیں کھا کر اِرشاد فرمایا ہے :

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ﴾ (سُورۃ التین : ۴ تا ۶)

''اِنسان کو ہم نے بہت ہی بہتر وضع عنایت فرمائی پھر اُس کو سب سے نیچے کے درجہ میں دھکیل دیا، مگر صرف وہ لوگ جو اِیمان لائے جنہوں نے نیک کام کیے اُن کے لیے ایسا اَجر ہے جس پر کوئی اِحسان نہیں جتایا جائے گا۔''

یعنی اِنسان جس میں بہترین صلاحیت اور لطیف تر اِستعداد ودیعت کی گئی ہے اُس کی اَصل فطرت بیشک بہترین وضع پر ہوئی ہے اَب اگر اُس لطیف اِستعداد کو بیکار چھوڑ کر بہیمی صفات کا گرویدہ بنتا ہے طمع، حرص، غضب، نفسانی شہوات کا دِلدادہ رہتا ہے تو اُس کو سب سے نیچے کے درجہ میں ڈالا جائے گا کہ اُس نے فطرت کی بہت بڑی نعمت کو قطعاً لغو اور بیکار کردیا لیکن اگر وہ اُس نعمتِ کبرٰی سے بہرہ اَندوز ہوکر اِیمان اور عملِ صالح پر کاربند ہوتا ہے تو اُس کے لیے خداوندِ عالم کے ہاں بڑے بڑے اَجر اور مراتب ہیں۔ واللہ اعلم۔

فلسفۂ رمضان :

اِس تمہید کے بعد حجۃ الاسلام سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی تقریر سے اِمداد لیتے ہوئے رمضان، روزہ، اِعتکاف اور شب ِقدر کا فلسفہ بیان کرتے ہیں، وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَهُوَالْمُعِیْنُ . اور مضمون ہذا کے ساتھ اگر اُن تمثیلات کو بھی مِلا لیا جائے جو شعبان کے نمبر میں شب ِبرا ٔت

اور روزۂ شعبان کے سلسلہ میں عرض کی گئی تھیں تو ناظرین کرام کا حظ دوبالا ہو جائے گا۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نفسانی اور حیوانی شہوات کا مدار خورد ونوش پر ہے، کھانے پینے میں بے اِعتدالی ہو تو اِن بہیمی صفات میں زیادتی ہو جاتی ہے، روزہ کا مقصد یہی ہے کہ بہیمی صفات کو کمزور کرنے، مَلکوتی صفات کو قوت پہنچانے کے لیے کھانا پینا جماع وغیرہ چھوڑ دے۔

''قلب'' کو غیر اللہ کے تصورات سے پاک کر لے حسد، بغض، کینہ، عداوت وغیرہ صفاتِ خبیثہ سے صاف کر لے۔

''زبان'' کو غیبت، چغلی، دشنام، بیہودہ مذاق، جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھے۔

''آنکھ'' کو نظر بد سے۔

''اَعضاء'' کو اَفعالِ ممنوعہ سے روکے۔ یہ ہے روزہ کی رُوح۔

اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روزہ کی تین قسمیں ہیں :

(۱) عوام کا روزہ یعنی کھانا پینا اور جماع ترک کر دینا۔

(۲) خواص کا روزہ یعنی حواس اور اَعضاء کو خواہشات سے روک کر ایسے جائز اَفعال سے بھی اِجتناب کیا جائے جن سے نفس کو کسی قسم کی مسرت یا لذت حاصل ہو۔

(۳) اَخص الخواص کا روزہ یعنی ماسوا خدا تمام چیزوں سے اِجتناب اور اِحتراز کر کے صرف حضرت حق جل مجدہٗ کے مراقبہ اور اُسی کے تصور اور دھیان میں مستغرق رہا جائے۔

فضائلِ روزہ :

سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روزہ ایک بہت بڑی نیکی ہے جو مَلکوتی صفات کو قوی کرتا ہے اور بہیمی صفات کو کمزور کرتا ہے، رُوح کو صیقل اور صاف کرنے میں اور بہیمی طبیعت کو مقہور اور مغلوب کرنے میں روزے کے برابر کوئی نیکی نہیں۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی عام قاعدہ تو یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب علیٰ حسبِ مراتب

وتفاوتِ نیت وغیرہ دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ملتا ہے چنانچہ فرشتے اِسی قاعدہ کے بموجب نامۂ اَعمال میں ثواب لکھتے ہیں مگر روزہ اِس عام قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور اُس کا تعلق مخصوص طور پر میرے ساتھ ہوتا ہے لہٰذا اِس کا بدلہ بھی مخصوص طور پر میں ہی مرحمت کروں گا۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب روزہ کی اصل اور رُوح یہ قرار دی گئی کہ بہیمی اور ناپاک صفات کو کمزور کیا جائے تو جس قدر یہ صفات کمزور ہوتی رہیں گی اُتنی ہی رُوح میں صفائی پیدا ہوتی رہے گی، گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے گا مَلکوتی صفات میں قوت بڑھتی رہے گی، ملائیک سے خاص قرب حاصل ہوتا رہے گا اور فرشتوں کی نگاہ میں وہ محبوب اور عزیز بنتا رہے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے :

وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ [1]

''یقینًا روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی مانی جاتی ہے۔''

کیوں نہ ہو، یہ اَثر ہے اُس فاقہ اور اُس نفس کُشی کا جو اللہ کے لیے ہے جو رُوح کے زنگ کو دُور کرتا ہے، ملائکہ سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص روزہ کو عادت بنا لیتا ہے تو عاداتِ خبیثہ کے مہلک خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

فضائلِ رمضان شریف :

ماہِ شعبان کی اِشاعت میں عرض کیا گیا تھا کہ رُوحانی عالَم اور ملاءِ اَعلیٰ کے لیے بھی فصل بہار اور موسمِ گل ہوتا ہے چنانچہ رمضان شریف کا مہینہ عالمِ بالا کے لیے فصل گاہ ہے، رُوحانی مَلَکات سرسبز ہوتے ہیں، باغیچہ ہائے رحمت میں تازگی آتی ہے، جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور عالمِ اَسفل پر مخصوص اَنوار اور برکات کی بارش ہوتی ہے۔

فضائلِ رمضان کے متعلق اگر تمام اَحادیث کو جمع کیا جائے تو بہت زیادہ طول ہو جائے گا رسالہ کے اَوراق اِس کے لیے متحمل نہیں، یہاں ہم اِس سلسلہ میں صرف دو حدیثیں پیش کرتے ہیں :

پہلی حدیث : رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا میری اُمت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۹۵۹

مرحمت ہوتی ہیں جو دُنیا میں کسی اُمت کو نہیں عطا کی گئیں۔

(۱) رمضان کی پہلی شب میں خداوندِ عالم نظر لطف فرماتا ہے اور جس پر خداوندِ عالم نظرِ لطف فرما گئے اُس کو کبھی عذاب نہ دے گا۔ خداوندا ہمیں نظرِ لطف کا اہل کر دے، آمین۔ محمد میاں۔

(۲) روزہ داروں کے منہ کی بو خدا کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی مانی جاتی ہے۔

(۳) فرشتے میری اُمت کے لیے رات دِن مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں۔

(۴) خداوندِ عالم جنت کو حکم فرماتے ہیں کہ مزین ہو جا، بہت ممکن ہے میرے کچھ بندے دُنیا کی مصیبت سے نجات پا کر تیرے اَندر میری نوازشوں سے بہرہ اَندوز ہوں۔

دُوسری حدیثوں میں یہ بھی آتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، دوزخوں کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور بڑے بڑے شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم وغیرہ)

(۵) جب آخری شب ہوتی ہے تو تمام روزہ داروں کو بخش دیا جاتا ہے (یعنی جنہوں نے روزے کے آداب کا پورا پورا لحاظ کیا تھا) کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ شبِ قدر ہوتی ہے ؟ فرمایا نہیں، لیکن قاعدہ یہی ہے کہ مزدور کو مزدوری کام کے ختم پر دی جاتی ہے۔ (ترغیب وترہیب ص ۲۰۱)

دُوسری حدیث میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شعبان کے آخری دِن رسول اللہ ﷺ نے تقریر فرمائی، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

مسلمانو ! وہ مبارک اور باعظمت مہینہ آ گیا جس میں ایک رات وہ ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، خدا نے اِس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور شب بیداری کو نفل قرار دیا ہے، اِس مہینہ میں نفلی کام فرض کے برابر ثواب رکھتے ہیں اور اِس ماہ میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔

یہ صبر کا مہینہ ہے (یعنی ہر نفسانی خواہش کو چھوڑ کر صبر کرنا اِس مہینہ کی خصوصیت ہے) اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

یہ باہمی ہمدردی کا مہینہ ہے وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے جو

شخص کسی روزہ دار کو اِفطار کرائے گا تو اُس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اُس کی گردن آگ سے نجات پائے گی اور جس طرح روزہ دار کو روزہ کا ثواب مِلے گا اُسی کے برابر اِفطار کرانے والے کو بھی ثواب مِلے گا بدوں اِس کے کہ اُس کے ثواب میں کمی واقع ہو (بہتر یہ ہے کہ دُوسرے کی اِفطاری سے روزہ اِفطار کرے تاکہ اُس کو دوگنا ثواب مِل جائے اور اپنا ثواب بدستور قائم رہے)۔صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے اَندر اِتنی وسعت کہاں ہے کہ دُوسروں کی دعوت کریں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا خداوندِ عالم یہی ثواب مرحمت فرماتا ہے اُس شخص کو بھی جو چھوارے سے یا پانی کے گھونٹ سے یا تھوڑے سے دُودھ سے کسی کا روزہ اِفطار کرادے۔

یہ وہ مہینہ ہے جس کے اَوّل میں رحمت ہوتی ہے، وسط میں گناہوں کی بخشش، آخر میں آتشِ جہنم سے نجات، جو شخص اپنے غلام کے کام میں تخفیف کردے تو خداوندِ عالم اُس کے گناہ بخشش دیتا ہے اُس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

اِس مہینہ میں چار باتیں کثرت سے کرو :

(۱) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا وِرد رکھو۔

(۲) اِستغفار زیادہ پڑھو۔

(۳) خداوندِ عالم سے جنت کی دُعا مانگتے رہو۔

(۴) دوزخ سے پناہ مانگتے رہو۔

(ترغیب وترہیب ص۲۰۲)

اِعتکاف :

اِس مبارک ماہ کی برکات کو زائد سے زائد حاصل کرنے کے لیے مسنون ہے کہ آخری عشرہ میں اِعتکاف کرے، بیسواں روزہ اِفطار کر کے اِعتکاف میں داخل ہو اور چاند دیکھنے پر اِعتکاف سے فارغ ہو۔اگر دس روز کا ممکن نہ ہو تو سات روز پانچ روز تین روز جس قدر ممکن ہو اور کم اَز کم ایک روز۔

اِعتکاف میں بیہودہ بکواس کرنی بھی منع ہے نیز بناوٹی طور پر خاموش ہو کر بیٹھنا بھی مکروہ ہے، ہر محلّہ کی مسجد میں ایک شخص کو اِعتکاف کرنا چاہیے، یہ سنتِ کفایہ ہے اگر ایک شخص نے اِعتکاف کرلیا تو سب سے یہ سنت اَدا ہوگئی، اگر موقع ہو تو جامع مسجد میں اِعتکاف کرنا افضل ہے۔

شب ِقدر :

سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر دو ہیں: ایک تو وہ جس کے متعلق قرآنِ پاک میں اِرشاد ہے ﴿فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ﴾ اِس شب میں تمام کاموں کی تقسیم ہوتی ہے، یہی وہ شب ہے جس میں سارا قرآنِ کریم ایک دفعہ ہی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دُنیا کی طرف منتقل کردیا گیا تھا چنانچہ اِرشادِ ربانی ہے ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ﴾ ہم نے اِس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

حضرت شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ یہ رات سال بھر میں آتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ وہ رمضان میں ہی ہو، ہاں غالب گمان یہی ہے کہ رمضان شریف میں ہوتی ہے۔

دُوسری شب ایک اور بھی ہے اُس کو بھی ''لیلۃ القدر'' کہا جاتا ہے اس میں رُوحانیت کی شعائیں منتشر ہوتی ہیں، عالمِ اسفل کی طرف ملائک کا دورہ ہوتا ہے اَب اگر اُس وقت مسلمان نماز پڑھتے ہیں تو آپس میں ایک دُوسرے کے اَنوار کا عکس پڑتا ہے اور ملائک سے خاص قرب حاصل ہو جاتا ہے، شیاطین دُور ہٹ جاتے ہیں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ نیز اَحادیث میں ہے کہ فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور ترغیب وترہیب میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے غیبی مصافحہ کا اَثر یہ ہوتا ہے کہ دِل پر رقت طاری ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں یہ شب جیسا کہ صحیح اَحادیث میں وارِد ہے اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا اُنتیسویں ہوتی ہے۔

حضرت شاہ صاحب ؒ اپنی اِس تحقیق پر علماء کے اِختلاف کو اِس طرح منطبق فرماتے ہیں کہ اگر لیلۃ القدر سے مقدم الذکر لیلۃ القدر مراد ہو تو بے شک اُس کے لیے کوئی مہینہ معین نہیں نہ کوئی شب مقرر ہے اور اگر لیلۃ القدر سے دُوسری لیلۃ القدر مراد ہو تو وہ رمضان شریف کے عشرۂ اَخیرہ کی مذکورہ بالا تاریخوں

میں ہوتی ہے۔ جو شخص شب قدر میں مذکورہ بالا کیفیت حاصل کر لے تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کو مندرجہ ذیل دُعا کی تلقین فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو آمرزگار ہے، معافی تجھ کو پسند ہے پس مجھ کو معاف فرما

✡ ✡ ✡

﴿ دس باتوں کی وصیت ﴾

حضرت معاذ بن جبلؓ نے بیان فرمایا کہ حضورِ اَقدس ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی

(۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے۔

(۲) اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جاؤ۔

(۳) فرض نماز قصدًا نہ چھوڑ کیونکہ جس نے قصدًا فرض نماز چھوڑ دی اُس سے اللہ کا ذمہ بری ہوگیا۔

(۴) شراب ہرگز مت پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔

(۵) گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہوجاتی ہے۔

(۶) میدانِ جہاد سے مت بھاگ اگرچہ (دُوسرے) لوگ (تیرے ساتھی) ہلاک ہوجائیں

(۷) جب لوگوں میں (وبائی) موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا (اُس جگہ کو چھوڑ کر مت جانا)۔

(۸) اور جن کا خرچہ تجھ پر لازم ہے (بیوی بچے وغیرہ) اُن پر اپنا اچھا مال خرچ کرنا۔

(۹) اور اُن کو اَدب سکھانے کے پیشِ نظر اُن سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا۔

(۱۰) اور اُن کو اللہ (کے اَحکام و قوانین) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان رقم الحدیث ۶۱)

صحابیت

﴿ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ﴾

آفتابِ نبوت سے اِستفادہ کے مراتب :

پھر آفتاب ہی کی اِس تمثیل سے آفتابِ نبوت کی تاثیر وتربیت اور تعلیم وتمرین سے اُمت کے اِستفادہ اور منور ہونے کے متفاوت درجات ومراتب بھی کھل جاتے ہیں جن کا معیار آفتاب سے قرب اور بُعد ہے یعنی جو اِس سے قریب تر ہے وہ اُتنا ہی نورانی تر اور متاثر تر ہے اور جتنا آفتاب سے دُور ہے اُتنا ہی اُس کے فیض سے کم مستفید ہے۔

درجۂ صحابیت :

مثلاً طلوعِ آفتاب کے بعد جو چیز سب سے زیادہ اور سب سے پہلے آفتاب کے آثار سے متاثر ہوتی ہے وہ فضاء ہے، وہ چونکہ خلقۃً اپنی ذات سے شفاف ہے اور اُدھر آفتاب کے سامنے بلا واسطہ حاضر ہے اِس لیے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اُس کے نور وحرارت کا اَثر لیتی ہے، وہ اِس درجہ منور ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اِس کے چمک اُٹھنے کے خود اُس کی چمک آنکھوں کو نظر نہیں آتی بلکہ آفتاب ہی کی دُھوپ اور شعائیں نظر پڑتی ہیں۔ اگر فضاء میں نگاہ اُٹھائی جائے تو فضاء کا جو حصہ بھی سامنے آئے گا اُس میں سے آفتاب ہی دِکھائی دے گا خود فضاء کی ہستی نظر نہ پڑے گی گویا وہ اُس کے نور میں اِس درجہ مستغرق اور فانی ہو جاتی ہے کہ اُس کا اپنا تصوّر کسی کی آنکھ میں نہیں آتا بلکہ آفتاب اُس میں سے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا بلا واسطہ دِکھائی دے رہا ہے حالانکہ فضاء اپنی بے حد وسعت کے ساتھ بیچ میں حائل ہے۔

ٹھیک یہی صورت رُوحانی آفتاب سے اِستفادہ کی بھی ہے کہ اُس کے عالمگیر آثار سے متاثر تو سب ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ وہ طبقہ متاثر ہوتا ہے جو بلا واسطہ اُس سے قریب ہو کر نور لیتا ہے اور وہ طبقہ صحابہ کرام کا طبقہ ہے جو فضاء کی مانند ہے کہ زمین سے بالاتر ہے اور فلکِ شمس یعنی آسمانِ نبوت

سے فروتر ہے، وہ فضاء کی طرح خلقی طور پر خود شفاف ہے جو محض اُس کے نور ہی کو دِکھلا دینے کی نہیں بلکہ عین آفتاب کو دِکھلانے کی کامل اِستعداد رکھتا ہے جیسا کہ اَحادیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ سارے نبیوں کے صحابہ میں میرے صحابہ منتخب کر لیے گئے یا جیسے عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن کے دِل شفاف تھے، اُن کا علم گہرا تھا، اُن میں تکلفات نہ تھے، اُنہیں اقامتِ دین کے لیے پوری اُمت میں سے چن لیا گیا تھا، اُن کا نقشِ قدم واجب الاتباع ہے وغیرہ، جس سے حضراتِ صحابہ کی کمال قابلیت کھلتی ہے جو اُنہیں اَنوارِ نبوت کو جذب کرنے کے لیے عطا ہوئی تھی پس وہ فطری شفافی اور کمالِ قرب کے لحاظ سے بمنزلہ فضاء کے ہوئے جو شفاف ہے اور ساری دُنیا کی نسبت سے آفتاب سے قریب تر بھی ہے کہ بلا واسطہ نورِ آفتاب جذب کرتی ہے۔

پس اُنہوں نے اُن شفاف سینوں سے اِس درجہ آفتابِ نبوت کا نور و اَثر قبول کیا کہ فضاء کی طرح سرتاپا نور بن گئے اور جیسا کہ فضاء آفتاب سے متصل اور ملحق ہو کر اِس درجہ منور ہو جاتی ہے کہ وہ خود نظر نہیں آتی یعنی وہ خود اپنے کو نہیں دکھلاتی بلکہ صرف آفتاب اور اُس کی شعاعوں اور چمک دمک ہی کو نمایاں کرتی ہے ایسے ہی صحابہ اپنی فطری قابلیتوں کی بناء پر اِس درجہ پاک قلوب، عمیق العلم، قلیل التکلف اور بے غل وغش بنا دیے گئے تھے کہ گویا اُن میں خود اُن کی کوئی ذاتی خصوصیت باقی نہیں رہی تھی، وہ صرف سنن نبوی کے مجسم نمونے بن گئے اِسی لیے حضور ﷺ نے اُن کے عقیدہ و عمل کو اپنے عقیدہ و عمل کے ساتھ ختم کر کے اُنہیں معیارِ حق فرمایا اور اِعلان فرما دیا کہ سنن نبوت اور سننِ صحابہ ایک ہی ہیں جس سے نمایاں ہو جاتا ہے کہ صحابہ کی دینی خصوصیات خصوصیاتِ نبوی تھیں چنانچہ اُمت کے بہتر (۷۲) فرقوں کے بارے میں جب حضور ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ اِن بہتر (۷۲) میں ناجی فرقہ کون سا ہے تو فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ جن پر آج کے دِن میں اور میرے صحابہ ہیں۔

گویا اپنے عقیدہ و عمل کے ساتھ اُن کے عقیدہ و عمل کو اِس طرح مِلا کر بتلایا کہ اُن کے عقیدہ و عمل اور حضور ﷺ کے عقیدہ و عمل کی نوعیت ایک ثابت ہو گئی اور فرقوں کے حق و باطل ہونے کا معیار آپ ﷺ نے خود اپنی ذاتِ بابرکات اور حضراتِ صحابہ کو ٹھہرا دیا۔

صحابیت بالاتر اَز تنقید :

پھر جیسے فضاء تک کوئی گندگی نہیں پہنچتی اور پہنچائی بھی جائے تو وہ لوٹ کر پہنچانے والے ہی پر گرتی ہے فضاء اِس سے گندی نہیں ہوتی، ایسے ہی حضراتِ صحابہ کا طبقہ جو رُوحانی فضاء کی مانند ہے اُمت کی تنقیدوں سے بالاتر ہے، اگر اُن کی شان میں کوئی طبقہ سب وشتم یا گستاخی یا سوءِ اَدب یا جسارت و بے باکی یا اُن پر اپنی تنقیدی تحقیر کی گندگی اُچھالے گا تو اُس کی یہ ناپاکی اُس کی طرف لوٹ آئے گی، اِس فضاءِ شفاف پر اُس کا کوئی اَثر نہ ہوگا۔

بہرحال حضراتِ صحابہ فضاءِ قریب کی مانند ہیں کہ اُنہیں شفافی میں بھی آفتاب سے مناسبت ہے وہ آفتابِ نبوت سے نزدیک تر بھی ہیں، بلا واسطہ اُس سے ملحق بھی ہیں، وہ زمین کی کدورتوں سے بالاتر بھی ہیں اور وہ آفتابِ نبوت کے نور میں فانی بھی ہیں کہ اُس نور کی نمائشگاہ بن کر رہ گئے ہیں جن میں اپنی خصوصیت بجز اِنفعال اور قبولِ حق کے دُوسری نہیں رہ گئی تھی۔

پس صحابہ کی اِس اَعلیٰ ترین زندگی کا نور تیز بھی ہے اور پیغمبر سے اَقرب تر اور اَشبہ تر بھی ہے کہ اُس نے نبوت کی زندگی سے متصل رہ کر اُس کی شعاعوں کا نور قبول کیا ہے اِس لیے یہ زندگی نہ صرف عزیمتوں کی زندگی اور اُلوالعزمانہ زندگی ہے کہ ناجائزات کی آڑ لیے بغیر عمل کے اَعلیٰ ترین حصہ کو ہی اپنا لیا جائے اور نفس کی راحت طلبوں کو خیرباد کہہ کر عملی مجاہدہ و ریاضت کو ہی زندگی بنا لیا جائے بلکہ یہ زندگی جامع الاضداد بھی ہے جو کمالِ اِعتدال لیے ہوئے ہے کہ ایک طرف نفس کشی بھی اِنتہائی اور ساتھ ہی اَدب و شریعت اور اِتباعِ سنن نبوی ﷺ بھی اِنتہائی اور ایک طرف طبعی جذبات بھی قائم اور دُوسری طرف عقلی وداعی اور ملکیت بھی غالب، اِس کمالِ اِعتدال و جامعیت کے ساتھ یہ زندگی صحابہ کے سوا اُمت کے کسی طبقہ کو طبقاتی حیثیت سے نصیب نہیں۔ آحاد واَفراد اِس زندگی کے حامل نظر پڑیں گے جس میں شرفِ صحابیت کے سوا سب کچھ ہوگا لیکن طبقہ کا طبقہ ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا ہو اور ہمہ وقت اِخلاص و معرفت کی حدِ کمال کو طے کیے ہوئے ہو، طبقہ صحابہ کے سوا دُوسرا نہیں جنہوں نے گھر بار چھوڑ کر اور نفس کی خواہشات سے منہ موڑ کر صرف و صرف رضائے حق کو اپنی زندگی بنایا۔

طبعی مرغوبات کو شرعی مطلوبات پر قربان کر دیا، موطنِ طبیعت سے ہجرت کر کے موطنِ شریعت میں آکر بس گئے اور شرعی مرادوں کی خاطر نفس کی حیلہ جوئیوں اور راحت طلبیوں سے کنارہ کش ہو کر عزمِ صادق کے ساتھ ہمہ وقت مرضیاتِ اِلٰہی اور سنن نبوی کی پیروی میں مستغرق ہو گئے اور اِسی کو اپنی زندگی بنالیا۔ اِس جامع اور جامع اَضدادِ زندگی کا سب سے زیادہ نمایاں اور حیرت ناک پہلو یہ ہے کہ وہ کلیۃً تارکِ دُنیا بھی تھے اور رہبانیت سے الگ بھی، دُنیا اور دُنیا کے جاہ وجلال، دَھن و دولت، حکومت وسیاست، گھر بار و زمین جائیداد کے ہجوم میں بھی تھے اور پھر اَدائے حقوق میں بے لاگ بھی۔ یہ زن، زر، زمین اِن کے تصرف میں بھی تھی اور پھر قلباً اِن سب چیزوں سے بے تعلق اور کنارہ کش بھی، دُرویش کامل بھی ہیں اور قباءِ شاہی بھی زیبِ تن ہے، حکمران بھی ہیں اور دلقِ گدائی بھی کندھوں پر ہے، ممالک بھی فتح کر رہے ہیں اور فقیری کی خو بھی بدستور قائم ہے۔

یوں بہم کس نے کیے ساغر و سنداں دونوں

اَنبیاء علیہم السلام کی یہی زندگی ہے کہ بشر بھی ہیں اور مَلک بھی، نہ طبائع کو ترک کرتے ہیں نہ عقل وفراست کے تقاضوں سے ایک اِنچ اِدھر اُدھر ہوتے ہیں، خالص طبعی جذبات کی پیروی حیوان کا کام ہے اور طبعیات سے کلیۃً باہر رہ کر محض عقلِ کلی کی پیروی فرشتوں کا کام ہے لیکن طبعیات کو بحالہ قائم رکھ کر اُنہیں عقلی شعور کے ساتھ عقل کی ماتحتی میں اَنجام دینا اور حدود سے تجاوز نہ کرنا یہ اِنسان کا کام ہے۔

مگر اِنسان کو کامل فرما کر اُس کے تقدس و برگزیدگی کو نمایاں کیا گیا اِس لیے جس طبقہ کے اَفعال، قوٰی، عقائد، اَحوال، اَقوال سب میں یہ کامل اِعتدال رَچا ہوا ہو، وہی طبقہ کامل اِنسانیت کا طبقہ کہلائے گا۔ سو طبقاتی حیثیت سے یہ کمال بالذات تو اَنبیاء میں ہوتا ہے اور بالعرض بحیثیت طبقہ اُن کے صحابہ میں اُن کے بعد طبقاتی حیثیت ختم ہو جاتی ہے، صرف اِنفرادی حیثیت باقی رہ جاتی ہے اور وہ بھی اِس مقام کی نہیں جس پر یہ طبقہ فائز ہوتا ہے پس صحابہ دَر حقیقت نبوت کا ظلِّ کامل تھے جن کے طبقہ سے

نبوت اور کمالاتِ نبوت پہچانے جاتے ہیں اِس لیے اگر کسی طبقہ کے طبقہ کو بحیثیتِ طبقہ اللہ ورسول کے یہاں مرضی و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے تو وہ صرف صحابہ کا طبقہ ہے جس کی شہادت قرآن وحدیث نے دی اور ﴿ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ ''اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی'' کی دستاویزِ رضاء اُن کے لیے آسمانی کتب میں تا قیامِ قیامت ثبت کردی گئی ، کہیں ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوی کے لیے خالص کردیا ہے، اِن لوگوں کے لیے مغفرت واَجرِ عظیم ہے۔'' کے ذریعہ اُن کے قلوب کی پاکیزگی کی شہادت دی گئی اور کہیں ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ﴾ اور کہیں ﴿وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ فرما کر اُن کے اَخلاق کی برتری ثابت کی گئی اور کہیں ﴿اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ﴾ فرما کر اُن کے ہر ہر فرد کو پوری اُمت کا مقتداء بتلایا گیا جس کی پیروی اور پیروی سے حصولِ ہدایت میں کوئی اَدنیٰ کھٹکا نہ ہو۔ (آفتابِ نبوت)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

مسائلِ زکوٰۃ

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ﴾

ہمارے ایک معزز دوست نے توجہ دِلائی کہ بہت سے اَصحابِ اِستطاعت لوگ زکوٰۃ کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ جیسے فریضہ کی اَدائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور اگر وہ مسائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آسان زبان میں مسائل نہیں ملتے اور مشکل زبان جس میں عربی الفاظ آتے ہوں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور ایسے مضمون کو چھوڑ دیتے ہیں اِس لیے سہل زبان میں یہ کچھ مسائل درج کیے جا رہے ہیں، اگر کوئی صاحب زکوٰۃ کے اور مسائل دریافت کرنا چاہیں تو وہ بھی دریافت کرلیں تاکہ یہ مجموعہ مختصر رسالہ کی صورت میں بھی طبع کرادیا جائے۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

''جس شخص نے مال کی زکوٰۃ اَدا نہیں کی، قیامت میں اُس کا مال ایک زہریلا اَژدہا بنا کر اُس کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اُس کو کاٹتا رہے گا اور یہ کہہ کر کاٹے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔'' (الحدیث)

سوال : زکوٰۃ کی مذہبی نوعیت کیا ہے ؟

جواب : زکوٰۃ فرض ہے۔ اِسلام کے بنیادی اَرکان میں شامل ہے، اِس کا منکر کافر ہے اور اِس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار ہے۔

سوال : کیا زکوٰۃ اَدا کرنے کے لیے نیت ضروری ہے ؟

جواب : نیت ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ اَدا نہ ہوگی۔

سوال : زکوٰۃ کی شرح کیا ہے ؟

جواب : زکوٰۃ کی شرح مالِ تجارت، سونے اور چاندی کا چالیسواں حصہ ہے یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے زکوٰۃ اَدا کرنی ہوگی۔

سوال : زکوة کس سرمایہ پر اَدا کرنا ہوگی ؟

جواب : نقد، زیور (چاہے اِستعمال میں آتا ہو یا رکھ رکھا ہو) سونا چاندی اور کاروباری سرمایہ خواہ وہ نقد ہو یا مال کی اُتنی قیمت [1] اور مالیت ہو اور جو مال قرض میں دیا ہوا ہو سب سرمایہ پر سال گزرنے پر زکوة اَدا کرنی ہوگی۔

سوال : نصابِ زکوة کیا ہے ؟

جواب : ساڑھے باون تولے چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی)، ساڑھے سات تولے سونا (۸۷ء۴۷۹ گرام سونا) اِتنی قیمت کا مالِ تجارت یا نقد موجود ہو تو زکوة دی جائے گی۔

سوال : ''صاحبِ نصاب'' سے کیا مراد ہے ؟

جواب : جن مالوں میں زکوة فرض ہے شریعت نے اُن کی خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے، اُس مقررہ مقدار کو ''نصاب'' کہتے ہیں اور اِتنی مقدار جس کے پاس ہو اُسے ''صاحبِ نصاب'' کہتے ہیں۔

سوال : کیا جائیداد و عمارات پر زکوة ہوگی ؟

جواب : جائیداد اور عمارتوں پر خواہ رہائشی ہوں یا کرایہ پر دی ہوئی ہوں اُن پر زکوة نہیں، جو اُن سے آمدنی ہوگی [2] وہ سال کے ختم پر دیکھی جائے گی اور اُس پر حساب لگا کر زکوة دی جائے گی۔

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوة صرف تجارتی مال سے حاصل شُدہ رقم پر ہوتی ہے جو نقد کی صورت میں موجود ہو، تجارتی مال پر نہیں ہوتی، یہ خیال بالکل غلط ہے زکوة تجارتی مال اور اُس سے کمائی ہوئی رقم دونوں پر ہوتی ہے۔ کتبِ فقہ میں اِس کی تصریح موجود ہے۔ [2] یعنی جو عمارتیں کرایہ پر دی ہوئی ہیں اُن سے حاصل شُدہ کرایہ اگر اِتنی مقدار میں ہے کہ وہ تنہا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو اُس پر سال کے بعد زکوة دینی ہوگی اور اگر تنہا کرایہ تو اِتنا نہیں ہے لیکن کرایہ سے حاصل شدہ رقم اور دُوسری اَشیاء (سونا چاندی، مالِ تجارت، کیش رقم) مِل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہیں تو پھر سب کو مِلا کر حساب کر کے زکوة دینی ہوگی۔

سوال : زکوة سے اور کس قسم کی کیا کیا چیزیں مستثنیٰ ہیں ؟

جواب : جائیداد کے علاوہ مشینری کے اَوزار، فرنیچر، برتن، کپڑے خواہ وہ کسی تعداد میں ہوں زکوة سے مستثنیٰ ہیں۔

سوال : زکوة کس کس کو دی جاسکتی ہے ؟

جواب : یہ سوال بڑا مفید ہے، اِس کا جواب سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے کہ زکوة اُس کو دی جائے گی (جو نصابِ زکوة کا مالک نہ ہو، اور) جس کے پاس اِستعمالی ضرورت سے زیادہ سامان بھی نہ ہو، لہٰذا اگر کسی کے پاس گھر میں قیمتی فالتو سامان پڑا ہو مثلاً تانبے کے برتن اور قالین وغیرہ جو وہ اِستعمال میں نہیں لاتا (یا ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیویژن اور زائد اَز ضرورت فرنیچر وغیرہ) تو اُس سامان کی قیمت کا اَندازہ کیا جائے گا، اگر اُس سامان کی قیمت بقدرِ نصاب بن جاتی ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر تو یہ شخص زکوة لینے کا مستحق نہیں ہوگا اگر اپنے آپ کو غریب کہہ کر زکوة لے گا تو سخت گنہگار ہوگا، ایسا شخص نہ زکوة لے سکتا ہے نہ صدقہ فطر بلکہ ایسے آدمی پر تو خود صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے اور قربانی بھی۔

اور یہ بھی سمجھ لیجیے کہ زکوة اپنی ''اُصول'' یعنی ماں باپ یا اُن کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو نہیں دی جاسکتی ۔ ایسے ہی ''فروع'' یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو بھی نہیں دی جاسکتی ۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔

''سیّدوں'' کو وہ حسنی ہوں یا حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دُوسری اَولاد کو جنہیں ''علوی'' کہتے ہیں حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اَولاد کو بھی جو ''جعفری'' کہلاتے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی اَولاد کو بھی جو ''عباسی'' کہلاتے ہیں اور اگر کوئی حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی اَولاد میں ہوں تو اُنہیں بھی، غرض اِن سب خاندانوں کو زکوة دینی اور اُنہیں لینی منع ہے۔

سوال : مدارسِ اِسلامیہ میں زکوة کا مال دینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : ہاں طالبِ علموں کو زکوة کا مال دینا جائز ہے اور مدارس کے مہتموں کو اِس لیے کہ

وہ طالب علموں پر خرچ کریں، دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال : کیا غیر مسلم کو زکوٰة دی جاسکتی ہے ؟

جواب : نہیں۔

سوال : زکوٰة کی رقم فوری اَدا کرنی چاہیے یا مناسب موقع کے اِنتظار میں یہ رقم روکی بھی جاسکتی ہے ؟

جواب : دونوں صورتیں جائز ہیں، لیکن جلدی دینا اَفضل ہے۔

سوال : بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ نقد رقم نہ رکھو ورنہ زکوٰة دینی ہوگی، اِس لیے جائیداد خریدلو، ایسے لوگوں کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے ؟

جواب : ایسا کرنا مناسب نہیں، ایسا کرنے سے غریبوں کا حق مارا جاتا ہے۔

سوال : کاروباری اِداروں کو سرمایہ کی زکوٰة کس طرح اَدا کرنی چاہیے ؟

جواب : مثال کے طور پر یہ خاکہ ملاحظہ فرمائیں :

بلڈنگ فرنیچر کھاتہ	30,000	مستثنٰی ہے
مشینری کھاتہ	40,000	مستثنٰی ہے
بینک کھاتہ	20,000	
اُدھار کھاتہ	65,000	
اسٹاک کھاتہ	40,000	
نقد باقی	5,000	
کُل سرمایہ کھاتہ مالک فرم	2,00,000	
زکوٰة سے مستثنٰی	70,000	
بقایا رقم جس پر زکوٰة اَدا کرنی ہے	1,30,000	

جو مال بغرضِ تجارت خرید وفروخت میں نہ آئے وہ مستثنٰی ہے، جیسے سامان رکھنے کے برتن دُکان میں اِستعمال ہونے والا فرنیچر (یا اَوزار، اور مشینری) وغیرہ۔

سوال : مویشی یعنی بھیڑ بکری کا کاروبار کرنے والا مویشیوں کی قیمت لگا کر اُس قیمت پر زکوٰۃ اَدا کرے گا یا مویشیوں کی تعداد کے مطابق ؟

جواب : جو جانور تجارت کے لیے ہوں اُن کی موجودہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دی جائے گی۔

سوال : سواری کے لیے گھوڑا گاڑی یا موٹر ہو تو اُن پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں ؟

جواب : نہیں۔

سوال : ایک شخص کے پاس دس ہزار روپے تھے، اُن پر سال گزر گیا، وہ زکوٰۃ کا اِرادہ ہی کر رہا تھا کہ سارے روپے چوری ہو گئے، کیا اِس صورت میں اُس پر زکوٰۃ فرض ہے یا معاف ہو گئی۔

جواب : سارا مال چوری ہو جانے یا سارے کا سارا مال خیرات کرنے سے زکوٰۃ معاف ہو جاتی ہے۔

سوال : زکوٰۃ کا مال مستحق کو خود دینا ضروری ہے یا کسی اور کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا ہے ؟

جواب : خود بھی دے سکتا ہے اور کسی دُوسرے شخص کے ذریعہ بھی۔

سوال : ایک مالدار مسافر کا سارا مال ضائع ہو گیا، گھر میں اگرچہ اُس کا بہت مال موجود ہے لیکن اِس وقت اُس کے پاس کچھ نہیں رہا تو کیا اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے ؟

جواب : جی ہاں، ایسے مسافر کو جو حالتِ سفر میں محتاج ہو گیا ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے چاہے اُس کے گھر میں اُس کے لاکھوں روپے ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال : زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنانا یا مُردے کا قرض اَدا کرنا یا مُردے کا کفن وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے ؟

جواب : اِن صورتوں میں زکوٰۃ اَدا نہیں ہوگی کیونکہ زکوٰۃ کی اَدائیگی اُس وقت ہوگی کہ جب کوئی محتاج اُسے لے (زکوٰۃ کی اَدائیگی کے لیے شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ دی جائے اُسے زکوٰۃ کا مالک

بنادیا جائے)۔

سوال : ایک شخص نے کسی کو زکوة کا مستحق سمجھ کر زکوة دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سیّد ہے، تو کیا وہ شخص دوبارہ زکوة دے یا زکوة اَدا ہوگئی ؟

جواب : اگر دینے والے نے مستحق سمجھ کر زکوة دی ہے تو زکوة اَدا ہوگئی۔ اِسی طرح اُس شخص کی بھی زکوة اَدا ہو جاتی ہے جس نے تاریکی میں اپنی ماں یا دُوسرے ایسے رشتہ دار کو جسے زکوة نہیں دی جا سکتی، زکوة دے دی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایسا رشتہ دار ہے جو اُس کی زکوة کا مستحق نہیں۔ اور اگر کسی نے کسی کو زکوة دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو زکوة اَدا نہیں ہوئی پھر اَدا کرنی ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مذکورہ بالا صورتوں میں مالدار سیّد اور رشتہ دار کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ زکوة کی رقم تھی تو واپس کر دیں۔

سوال : ایک شخص سال کے اَوّل اور آخر میں مالکِ نصاب تھا مثلاً اُس کے پاس اِتنے روپے تھے جو ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بنیں لیکن درمیان سال میں کچھ پیسے خرچ ہو گئے اور کچھ دِنوں وہ مالکِ نصاب نہیں رہا تو کیا اُس پر زکوة ہوگی ؟

جواب : جو شخص سال کے اَوّل اور آخر میں نصاب کا مالک ہو اُس پر زکوة ہوگی چاہے سال کے درمیان میں مال نصاب سے کم ہو گیا ہو، ہاں اگر سال کے درمیان میں اُس کا سارے کا سارا مال ضائع ہو گیا اور سال کے آخر میں پھر کہیں سے مِل گیا، تو اَب گزشتہ سال کی زکوة اُس پر نہیں ہے بلکہ جب سے دوبارہ مال آنا شروع ہوا ہے اُس وقت سے اُس کا مالی سال شروع ہوگا۔

سوال : اگر مال سال گزرنے سے چند ہی روز پہلے جاتا رہا تو زکوة ہوگی یا نہیں ؟

جواب : نہیں۔

سوال : ایک شخص کے پاس تین ہزار روپے موجود ہیں (گویا وہ صاحبِ نصاب ہے) لیکن یہ اِتنے ہی روپوؤں کا قرض دار بھی ہے تو کیا اُس پر زکوة ہوگی ؟

جواب : اُس پر زکوة نہیں ہوگی۔

سوال : ایک تاجر کے پاس اِبتداء سال میں تین ہزار روپے تھے جن سے اُس نے تجارت شروع کی، سال کے آخر میں اُس کے پاس پانچ ہزار روپے جمع ہو گئے تو کیا اِس تاجر کو صرف تین ہزار روپے کی زکوٰۃ اَدا کرنی ہوگی یا پانچ ہزار کی ؟

جواب : اِسے پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

سوال : اگر کسی نے سال گزرنے سے پہلے ہی اپنی زکوٰۃ اَدا کردی تو کیا اَدا ہو جائے گی ؟

جواب : اَدا ہو جائے گی۔

سوال : جس کو زکوٰۃ دی جائے اُسے یہ بتادینا کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے، ضروری ہے یا نہیں ؟

جواب : یہ ضروری نہیں بلکہ اگر اِنعام کے نام سے یا کسی غریب کے بچوں کو عیدی کے نام سے دے دو جب بھی زکوٰۃ اَدا ہو جائے گی۔

سوال : زرعی زمین یا باغ سے پیداوار پر عُشر ہے۔ عُشر کے کیا معنٰی ہیں اور اِس کی اَدائیگی کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب : عُشر کے معنٰی ہیں دسواں۔ پیداوار پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے اُس کے قاعدے الگ ہیں اور نام بھی الگ ہیں۔ اگر زمین بارانی ہے یا نہر سے پانی دیا جاتا ہے تو اُس میں عُشر یعنی دسواں حصہ خدا کے نام پر مصارفِ زکوٰۃ میں دیا جائے گا اور ایسی زمین عُشری کہلائے گی اور اگر رَہٹ وغیرہ سے آبپاشی ہوتی ہے تو اُس میں بیسواں حصہ نکالا جائے گا۔

صدقۂ فطر

صدقہ فطر ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کے برابر قیمت کا اور کوئی مال اُس کی حاجاتِ اَصلیہ سے زائد اُس کے پاس ہے چاہے اُس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔ (باقی صفحہ ۵۱)

قسط : ۱۸

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

تیرھواں سبق : دین کی کوشش اور نصرت وحمایت

اِیمان والوں سے اللہ کا خاص مطالبہ اور بڑا تا کیدی حکم ایک یہ بھی ہے کہ جس سچے دین کو اور اللہ کی بندگی والے جس اچھے طریقے کو اُنہوں نے سچا اور اچھا کام سمجھ کر اِختیار کیا ہے وہ اُس کو زِندہ اور سرسبز رکھنے کے لیے اور اُس کو زیادہ سے زیادہ رواج دینے کے لیے جو کوشش کر سکتے ہوں ضرور کریں، دین کی خاص زبان میں اِس کا نام ''جہاد'' ہے اور مختلف قسم کے حالات میں اِس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں مثلاً

اگر کسی وقت حالات ایسے ہوں کہ خود اپنا اور اپنے گھر والوں کا اور اپنی قوم اور جماعت کا دین پر قائم رہنا مشکل ہو اور اُس کی وجہ سے خدانخواستہ مصیبتیں اور تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہوں تو ایسے حالات میں خود اپنے کو اور اپنے گھر والوں اور اپنی قوم والوں کو دین پر ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرنا اور مضبوطی سے دین پر جمے رہنا بہت بڑا جہاد ہے۔

اِسی طرح اگر کسی وقت مسلمان کہلانے والی قوم جہالت اور غفلت کی وجہ سے اپنے دین سے دُور ہوتی جا رہی ہو تو اُس کی اِصلاح اور دینی تربیت کی کوشش کرنا اور اُس میں اپنے جان و مال کا کھپانا بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔

اِسی طرح اللہ کے جو بندے اللہ کے سچے دین سے اور اُس کے نازل کیے ہوئے اَحکام سے بے خبر ہیں اُن کو معقولیت اور سچی ہمدردی کے ساتھ دین کا پیغام پہنچانے اور اللہ کے اَحکام سے واقف کرنے میں دوڑ دھوپ کرنا بھی جہاد کی ایک صورت ہے۔

اور اگر کوئی ایسا وقت ہو کہ اللہ و رسول ﷺ پر اِیمان رکھنے والی جماعت کے ہاتھ میں اِجتماعی قوت اور طاقت ہو اور اللہ کے دین کی حفاظت اور نصرت کے مقصد کا تقاضا یہی ہو کہ اُس کے لیے اِجتماعی طاقت اِستعمال کی جائے تو اُس وقت اللہ کے مقرر کیے ہوئے قوانین کے مطابق دین کی حفاظت اور نصرت کے لیے طاقت کا اِستعمال کرنا جہاد ہے، لیکن اِس کے جہاد اور عبادت ہونے کی دو خاص شرطیں ہیں :

ایک یہ کہ اُن کا اِقدام کسی ذاتی یا قومی مفاد کی غرض سے یا زیادتی یا قومی تعصب و دُشمنی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اَصل مقصد صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور اُس کے دین کی خدمت ہو۔

دُوسرے یہ کہ اُس کے قوانین کی پوری پابندی ہو۔

اِن دو شرطوں کے بغیر اگر طاقت کا اِستعمال ہوگا تو دین کی نظر میں وہ جہاد نہیں فساد ہوگا۔

اِسی طرح ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے (چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا غیر مسلموں میں سے) حق بات کہنا بھی جہاد کی ایک خاص قسم ہے جس کو حدیث شریف میں ''اَفضل الجہاد'' فرمایا گیا ہے۔

دین کی کوشش اور حمایت و حفاظت کی یہ سب صورتیں (جن کا ابھی ذکر ہوا) اپنے اپنے موقع پر یہ سب اِسلام کے فرائض میں سے ہیں اور جہاد کا لفظ (جیسا کہ ہم نے اُوپر بتلایا) درجہ بدرجہ اِن سب کو شامل ہے، اَب اِس کی تاکید اور فضیلت کے متعلق چند آیتیں اور حدیثیں اور سن لیجئے :

﴿وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ﴾ (سُورۃ الحج : ۷۸)

''اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اُس کا حق ہے، اُس نے (اپنے دین کے لیے) تم کو منتخب کیا ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سُورۃ الصف : ۱۰ تا ۱۲)

''اے ایمان والو ! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت اور ایسے سودے کا پتہ دے دُوں جو دردناک عذاب سے تم کو نجات دِلا دے ، وہ یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول پر تم اِیمان کو استوار کرو اور اُس کی راہ میں (یعنی اُس کے دین کے لیے) اپنے مال اور اپنے جی جان سے کوشش کرو، یہ نہایت اچھا سودا ہے تمہارے لیے اگر تمہیں سمجھ بوجھ ہو (اگر تم نے اللہ اور رسول پر اِیمان اور اُس کی راہ میں جان و مال سے کوشش کی اور یہ شرط پوری کردی تو) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو (عالمِ آخرت کے) اُن باغوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور غیر فانی جنت کے عمدہ مکانوں میں تم کو بسائے گا، یہ تمہاری بڑی کامیابی اور بامرادی ہے۔''

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دِن خطبہ دیا اور اُس میں اِرشاد فرمایا :

''اللہ پر سچا اِیمان لانا اور دین کی کوشش کرنا سب اَعمال میں افضل ہے۔''

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''جس بندے کے پاؤں پر راہِ خدا میں چلنے کی وجہ سے گرد و غبار پڑا، یہ نہیں ہوسکتا کہ دوزخ کی آگ پھر اُس کو چھو سکے۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''تم میں کسی شخص کا خدا کی راہ میں (یعنی اللہ کے دین کی جدو جہد اور نصرت و حمایت میں) کھڑا ہونا اور کچھ حصہ لینا اپنے گھر کے گوشہ میں رہ کر ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم دین کی کوشش اور نصرت و حمایت کا یہ اَجر و ثواب حاصل کریں۔

قسط : ۱۸

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ دو باغوں والے کا قصہ ﴾

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک بستی میں دو شخص رہتے تھے وہ دونوں دوست تھے لیکن ایک مومن تھا اور دُوسرا کافر تھا، مومن اِنتہائی غریب تھا اور کافر بہت مالدار تھا اور اُس کی اَولاد بھی کافی تھی، اُس کافر کے دو باغ تھے جن کے درمیان ایک نہر تھی باغ کے اِردگرد کھجور کے درختوں کی لمبی قطار تھی، وہ باغ مختلف قسم کے پھلوں اور میوہ جات سے بھرے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ وہ کافر اپنے باغ میں داخل ہوا تو نعمتوں کو دیکھ کر اُس کے دِل میں خیال ہوا کہ یہ نعمتیں اور اَولاد ہمیشہ رہے گی اور یہ سب نعمتیں اُس کی ذہانت اور علم کا نتیجہ ہیں۔

﴿ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا﴾ (الکہف : ۳۵، ۳۶)

''اور گیا اپنے باغ میں اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر، بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں اپنے رب کے پاس، پاؤں گا بہتر اِس سے وہاں پہنچ کر۔''

جیسے ہی وہ کافر اپنے باغ سے نکلا تو سامنے ہی مومن سے ملاقات ہوگئی، وہ اُس کی غربت کو دیکھ کو تکبر کرنے لگا اور اُس کو فقیری کے طعنے دینے لگا اور کہنے لگا :

﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا﴾ (سُورۃ الکہف : ۳۴)

''میرے پاس زیادہ ہے تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ۔''

پھر وہ کافر اللہ کی نعمتوں اور فضل کا اِنکار کرنے لگا حتی کہ آخرت وقیامت کا بھی اِنکار کرنے لگا مومن آدمی نے اِیمان ویقین اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی گفتگو کرتے ہوئے اُس سے کہا :

﴿ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا o لٰكِنَّا هُوَاللّٰهُ رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّیْٓ اَحَدًاo وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا o فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا o اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴾ (سُورۃ الکھف : ۳۷ تا ۴۱)

''کیا تو منکر ہو گیا اُس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو مٹی سے، پھر قطرہ سے، پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد۔ پھر میں تو یہی کہتا ہوں وہی اللہ ہے میرا رب اور میں نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو۔ اور جب تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو وہی ہوتا ہے، طاقت نہیں مگر جو دے اللہ۔ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اَولاد میں تو اُمید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور بھیج دے اِس پر لُو کا ایک جھونکا آسمان سے، پھر صبح کو رہ جائے میدان صاف یا صبح کو ہو رہے اُس کا پانی خشک، پھر نہ لا سکے تو اُس کو ڈھونڈ کر۔''

مومن اُس کافر سے کہنا چاہتا تھا کہ اپنے رب کو یاد کر اور اپنی پیدائش کو نہ بھول کہ اُس اللہ نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر گندے قطرے سے تمہاری تخلیق کی، جس اللہ نے زمین کو بنا کر اُس میں نباتات اُگائے ہیں اُسی اللہ نے تمہیں پیدا کیا، مجھے دیکھ کہ میں دُنیا کی زیب وزینت کے دھوکے میں نہیں آتا اِس لیے کہ یہ زائل ہونے والی اور ختم ہونے والی ہے لہٰذا تم جب بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا حسن وجمال دیکھو تو ماشاء اللہ کہو اِس لیے کہ کھیتی کا پھلنا اور پھل کا پکنا اللہ تعالیٰ کے اِرادے سے ہوتا ہے اور اگر تم اُس کی ناشکری اور اپنے مال ودولت پر فخر کرو گے تو جان لینا کہ یہ تکبر ہی ہے اِس لیے کہ جو اللہ عطا

کرنے پر قادر ہے وہی اللہ آندھیوں اور طوفانوں کے ذریعہ سے یہ سب باغات تباہ کرنے پر بھی قادر ہے لہٰذا خدا سے ڈرو اور ناشکری نہ کرو۔ لیکن کافر آدمی نے مومن کی باتیں نہ سنیں اور اُس کی نصیحت کو قبول نہ کیا حتی کہ ایک رات اللہ نے آندھی وطوفان کے ذریعہ اُس باغ کو تباہ کردیا، کافر یہ تباہی دیکھ کر کفِ اَفسوس ملتے ہوئے کہنے لگا :

﴿ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا﴾ (سُورۃ الکھف : ۴۲)

''اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو۔''

اب اُس کافر کو یقین ہوا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہی خالقِ حقیقی اور رازقِ حقیقی ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ آخرت کا دِن متعین ہے اُس میں اَعمال کا حساب ہوگا جو آدمی اچھے عمل کرے گا وہ بدلہ پائے گا اور جو آدمی برے عمل کرے گا اُسے اُس کی سزا ملے گی، وہ اپنے برے اَعمال پر شرمندہ ہوگا لیکن اُس وقت شرمندگی کا فائدہ نہ ہوگا۔

✡ ✡ ✡

بقیہ : مسائلِ زکوۃ

صدقہ فطر نابالغ اَولاد کی طرف سے بھی دیا جائے گا۔ اگر نابالغ اَولاد خود مالدار ہو تو باپ کے ذمہ نہیں بلکہ اُن ہی کے مال میں سے باپ اُن کی طرف سے صدقہ اَدا کردے۔

یہ صدقہ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہوجاتا ہے، اگر کسی نے عید سے پہلے رمضان میں صدقہ دے دیا تو بھی اَدا ہوجائے گا۔

صدقہ فطر فی کس پونے دوسیر (اِحتیاطاً پورے دوسیر) گیہوں یا اُتنے گیہوں کی قیمت دی جائے۔ [۱]

صدقہ فطر اُن لوگوں کو دیا جائے جنہیں زکوۃ دی جاتی ہے، جنہیں زکوۃ نہیں دی جاسکتی اُنہیں صدقہ بھی نہیں دیا جاسکتا۔

---

[۱] اِس سال فطرانہ فی کس 100 روپے کے حساب سے دیا جائے۔

نتائج سالانہ اِمتحان دورہ حدیث شریف

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

(۱۴۳۶-۰۷-۱۵ھ / 2015 - 05 - 05ء)

نمبرشمار	نام	ولدیت	ساکن	حاصل کردہ نمبر	التقدیر
1	احمد اللّٰہ	سیف اللّٰہ	کوئٹہ	300	جید
2	اشرف علی	عبدالجلال	دیامیر	251	مقبول
3	بلال احمد	داد محمد	کوئٹہ	400	جید جدًا
4	ثناء اللّٰہ	ملاعلی قل	تخار	525	ممتاز(اَوّل)
5	جہان الحق	فضل سبحان	تورغر	265	مقبول
6	حافظ محمدضیاء الرحمن	محمدسرور	لاھور	362	جید جدًا
7	حافظ محمد عمر	عبدالحمید	قصور	260	مقبول
8	حامد محمود	سیف اللّٰہ	قصور	315	جید
9	خلیل الرحمن	شیر محمد شاھد	لاھور	256	مقبول
10	روئیداد	انور	ژوب	240	مقبول
11	زرحسین	محمد شریف	صوابی	308	جید
12	سجاد احمد	محمد محبوب خان	ایبٹ آباد	268	مقبول
13	سیّد علی	عبدالرزاق	قلعہ عبداللّٰہ	507	ممتاز (دوم)
14	سیّدان شاہ	غلام سیّد	بونیر	330	جید

15	شہزاد رسول	غلام رسول	خانیوال	420	جید جدًا
16	عابد حسین	محمد اشرف	قصور	311	جید
17	عامر علی	محمد رفیق	نارووال	320	جید
18	عبدالجبار فاروقی	رب نواز	لیہ	340	جید
19	عبدالحق	عزت گل	ٹانک	256	مقبول
20	عبدالرحمن	عبدالمنان	لاہور	300	جید
21	عبدالرحمن	قابل شاہ	اٹک	500	ممتاز
22	عبداللّٰہ	عبدالرؤف	راولپنڈی	340	جید
23	عبدالماجد	نصرو	قصور	281	مقبول
24	عدنان عباسی	محمد سوار خان	مری	275	مقبول
25	عطاء اللّٰہ	صالح محمد	کراچی	273	مقبول
26	عمر فاروق	ملک عبدالرحیم	مظفر گڑھ	395	جید جدًا
27	عنایت اللّٰہ	حافظ محمد یٰسین	مستونگ	300	جید
28	فضل	نور دین	لاہور	310	جید
29	فضل ربی	عبدالحکیم	نیلم	248	مقبول
30	فیضان الحق عباسی	طالب الحق عباسی	لاہور	290	مقبول
31	کلیم اللّٰہ	گلزار احمد	گوجرنوالہ	305	جید
32	گوھر علی	شیر زادہ	اٹک	310	جید
33	لیاقت علی	محمد سلیم	کراچی	285	مقبول

34	محمد ابراهيم	طلعت محمود	سيالكوٹ	485	ممتاز
35	محمد احتشام	عبدالرحمن	بهاولنگر	501	ممتاز(سوم)
36	محمد ارشد	گل شيد	صوابى	250	مقبول
37	محمد اسامه	عبدالحميد	قصور	345	جيد
38	محمد اظهر اكبر	محمد اكبر	قصور	420	جيد جدًا
39	محمد اعجاز	عبدالحميد	قصور	305	جيد
40	محمد افضل	عبدالرزاق	فيصل آباد	271	مقبول
41	محمد اقبال	اميم خان	دير	496	ممتاز
42	محمد ايوب	محمد تاج مطلوب	اٹك	283	مقبول
43	محمد بلال	چوهدرى محمد عاشق	قصور	255	مقبول
44	محمد بلال	قطب خان	جنوبى وزيرستان	385	جيد جدًا
45	محمد تنوير حسين	محمد الياس	نارووال	305	جيد
46	محمد رحيم	نيك محمد	ژوب	240	مقبول
47	محمد رضوان معاويه	سُمير خان	قصور	261	مقبول
48	محمد رمضان	محمد سلطان	بهكر	327	جيد
49	محمد روئيدار	محمد ديار خان	سوات	390	جيد جدًا
50	محمد زبير	محمد حسن	لاهور	493	ممتاز
51	محمد زبير نور	نور محمد	چونيان	304	جيد
52	محمد سجاد	بشير احمد	وهاڑى	330	جيد

53	محمد سعید اللہ	شیر بہادر خان	بنوں	259	مقبول
54	محمد سہیل	محمد صدیق	ھری پور	390	جید جدًا
55	محمد طاھر محمود	محمد نسیم خان	پونچھ	280	مقبول
56	محمد عاقب	کلو خان	قصور	325	جید
57	محمد عرفان	علی زمان	ھری پور	420	جید جدًا
58	محمد عمر فاروق	اِرشاد احمد صدیقی	لیہ	320	جید
59	محمد مظھر رفیق	محمد رفیق	قصور	314	جید
60	محمد ممتاز	عبدالغنی	شیخوپورہ	278	مقبول
61	محمد نعمان معاویہ	دوست محمد	سرگودھا	426	جید جدًا
62	محمد ھارون	حرمت خان	قصور	266	مقبول
63	محمد یحیٰی صدیقی	مولانا عابد الرحمن	ٹنڈوالہ یار	260	مقبول
64	مزمل حسین	منظور خان	لاھور	305	جید
65	مسعود احمد	تور گل	قلع عبداللہ	330	جید
66	مصور حسین	صفدر حسین	گجرات	343	جید
67	مطیع الدین	نادران بیگ	چترال	280	مقبول
68	مطیع اللہ	گل بادشاہ	لکی مروت	253	مقبول
69	مھتاب اللہ	اشرف علی	بنوں	465	جید جدًا
70	نادر شھزاد	شفیع محمد	چونیاں	310	جید
71	نصر اللہ	حافظ خلیل اللہ	صوابی	466	جید جدًا

72	نعمان آفتاب بھٹی	آفتاب حسین	گوجرخان	315	جید
73	نعمت گل	مبارک سعید	دیامیر	325	جید
74	نعیم گل	جنت گل	مالاکنڈ	312	جید
75	نور عالم	محمد نقیب	گلگت	285	مقبول
76	یاسر سفیر عباسی	محمد سفیر خان	ایبٹ آباد	257	مقبول

چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت

اِمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اَبودرداء، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اَنس، حضرت اَبوہریرہ، حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے جو ہم تک پہنچی ہے جس کے طرق (اَسناد) بہت ہیں اور جس کے الفاظ کئی طرح سے مروی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اُمت تک چالیس حدیثیں اُس کے دین کے بارے میں پہنچا دیں قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ فقہاء اور علماء کی جماعت میں اُس کا حشر فرمائیں گے۔ حضرت اَبودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں قیامت کے دِن اُس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ حضرت اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اُس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ حضرت اِبنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ شخص علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور شہیدوں کی جماعت میں اُس کا حشر ہوگا۔ (الاربعین للامام النوویؒ مع شرح اُردو ص ۲۲)

علماء اور عوام کے درمیان ربط و تعلق وقت کی اہم ضرورت

﴿ حضرت مولانا رفیع الدین حنیف صاحب قاسمی ، اِنڈیا ﴾

اِس عمومی دین بیزاری کے دور میں جبکہ ہر سمت اَسبابِ ضلالت و گمراہی کی بہتات اور روز اَفزونی ہے، سادہ لوح معصوم عوام کو غیر شعوری طور پر اِسلامی تعلیمات اور راہِ حق سے برگشتہ کرنے اور اُنہیں غلط کاری، بے راہ روی اور گمراہی میں مبتلا کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے اِختیار کیے جارہے ہیں، ملمع سازی اور ظاہری رُعب داب کا سہارا لے کر عوام کو رجھایا اور لبھایا جارہا ہے، زہر کو تریاق بنا کر پیش کیا جارہا ہے، عوام اپنے بھولے پن، سادگی و سادہ لوحی میں ظاہری چمک دمک، دِل رُبا، دلفریب تزئین و آرائش سے مرعوب ہو کر عواقب و نتائج سے لاپروا، اِس زہر کا بے محابا اِستعمال کر رہی ہے، منزل کی تلاش میں غیر اِرادی طور پر اُس کا ہر اُٹھنے والا قدم اُنہیں تباہی و بربادی کے گڑھے کی طرف لے جارہا ہے۔

اِس وقت آپ چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھئے، ہر سمت آپ کو مختلف گمراہ کن تحریکوں اور تنظیموں کا جال بچھا ہوا نظر آئے گا، مسلمانوں کو دین و اِیمان سے برگشتہ اور اِسلام کے ساتھ اُن کے ربط و تعلق کو کمزور کرنے کی جدوجہد اور کوششیں ہر طرف دِکھائی دیں گی، اِس اِلحاد و لادینی، مذہب بیزاری اور خدا ناشناسی کی اِس عمومی فضا کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ شیطان نے بندوں کی گمراہی اور اُن کو غلطیوں میں مبتلا کرنے کا جو عہد و پیمان باری تعالیٰ سے کیا تھا، اُس نے گویا اُس وعدے کی تکمیل کے لیے کمر کس لی ہے اور اپنے اِس کام کی تکمیل کے لیے بطورِ عملہ اور کارکنان کے اِن بدقماش اور بے دین فرقوں اور جماعتوں کو سرگرم کر دیا ہے۔ دُشمنوں کی اِس ساری جدوجہد، سعی و عمل اور نقل و حرکت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس اُن کی وہ قیمتی دولت نہ رہے، اِیمان و ایقان کی اُس عظیم ثروت سے محروم ہو جائیں جس کے بل بوتے پر وہ ہر کام کر گزرنے کی صلاحیت و صلابت اپنے اَندر رکھتے ہیں، یقین کی اِس کیفیت و لذت سے وہ تہی دست ہو جائیں جس کے سہارے وہ اپنے کھوئے ہوئے وقار اور اپنی

عظمتِ رفتہ کے نقوش دوبارہ بحال کر سکتے ہیں اور اپنے اَکابر واَسلاف کی یادوں اور عہدِ ماضی کے مظاہر واَثرات کو دوبارہ زِندہ وتابندہ کر سکتے ہیں، کرسی واِقتدار کی زِمام اپنے ہاتھ میں لیکر اِن ظاہر پرست، محسوسات ومشاہدات کے خوگر دولتِ یقین سے محروم، نفسانیت کے پجاریوں اور خواہشات کے اَسیروں پر لگام کس سکتے ہیں جس کی واضح مثالیں حیاتِ صحابہ اور بعد کے دور میں اَکابرینِ اُمت کی زندگی میں نمایاں نظر آتی ہیں۔

عیسائی مشنریز اور قادیانیت کی جدوجہد، دیہاتوں اور مسلم بستیوں میں اُن کی تبلیغی وتبشیری سرگرمیوں کا مقصد یہ ہے کہ سادہ لوح مسلم عوام کو اُن کی غربت وبے روزگاری، مفلسی وبدحالی، زندگی میں درپیش دیگر مسائل اور کمزوریوں کا سہارا لے کر اُن کے مسائل کے حل اور ضروریات کی تکمیل کے نام پر اُن کے اِیمان کی یہ مایہ اُن سے چھین لی جائے اور اُنہیں یقین کی اُس چاشنی اور دولت سے محروم کیا جائے جو قرآن کے اِرشاد کے مطابق اُن کی سربلندی وسرفرازی کی اصل ضامن ہے۔

بعض ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ یہ یورپین اِسلامی طرزِ ہیئت، بود وباش، لباس وخراش اور حقیقی اِیمانی واِسلامی زندگی، رُوئے زمین پر اُس کے نفوذ واَثرات اور غلبہ واِقتدار سے اِس قدر خائف ہیں کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ، اُس کی تحریف شدہ اصل شکل وصورت سے بگڑی ہوئی خودساختہ نفسانیت وحیوانیت، عریانیت وفحاشیت کی طرف دعوت دینے والی تعلیمات کو عام کرنے اور ساری دُنیا کو اُس کے نتائجِ بد اور بھیانک اَنجام سے دوچار کرنے کے لیے اپنی تنخواہ کا معمولی فیصد مختص کرتے ہیں بلکہ ہر گورنمنٹ ملازم کی تنخواہ سے قانونی اور دستوری طور پر اُس معینہ رقم کی کٹوتی ہوتی ہے، اگرچہ یہ رقم اِنفرادی طور پر بالکل حقیر ہوتی ہے لیکن اِس رقم کی مجموعی مقدار اِس قدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ وہ اُس کے بل بوتے عیسائیت کے پرچار اور اپنے مذہب کے دائرہ کو وسیع اور کشادہ کرنے کا کام بہ آسانی اَنجام دے سکتے ہیں، مخربِ اَخلاق، عریاں تصاویر، برہنہ فوٹوز پر مشتمل اَخبارات ومیگزین کی اِشاعت اور اُس کے ذریعے لوگوں کی ذہنیت کو مغربی تہذیب وثقافت کے رنگ میں رنگ دینا، اُس کی کشش وجاذبیت اور اُس کی سحر اَنگیزی کا اُنہیں خوگر اور عادی بنا کر وقتی لذت میں اُنہیں مبتلا کر کے اَنجام کار

سے بے خبر، حیوانیت ونفسانیت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُن کا اِسے گلے لگا لینا، یہ تمام اُمور بھی اُن کی اِس تبلیغی مہم کا حصہ ہوتے ہیں۔ اِس وقت خصوصًا دیہاتوں کی یہ صورتِ حال ہے آبادی کی آبادی، بستی کی بستی، عیسائیت کے دامِ مکر میں آکر اِیمان واِسلام سے ہاتھ دھو رہی ہے، چرچ کی حاضری اور عیسائیت کے قبول کرنے پر مختلف پرکشش اسکیموں سے اِستفادہ اور زندگی کی اہم ضروریات جن میں مکان، دُکان، کاروبار وطبی اِمداد کی فراہمی اِن جیسے دیگر جاذبِ نظر بیش قیمت اور پُر تحیر وعدوں کو دیکھ کر لوگ دھوکے سے عیسائیت قبول کر رہے ہیں۔

زیادہ دُور جانے کی ضرورت نہیں، اپنے پاس پڑوس کے ماحول پر نگاہ ڈالیے، ساری جدوجہد دن رات کی تگ ودو اور زندگی کی محنت کا خلاصہ یہ ہو گیا ہے کہ ایک بالشت پیٹ اور اُس کی خواہشات کی تکمیل ہو جائے، خواہ اُس کے لیے اِسلامی اور اِنسانی حدود کو کیوں نہ پھلانگنا پڑے، اَوامرِ خداوندی اور اِرشاداتِ ربانی کی خلاف ورزی کیوں نہ ہو، خدا کی ناراضگی اور خفگی کو دعوت کیوں نہ دی جائے، اِس کے لیے خواہ نماز، روزہ اور زکوۃ جیسے اہم اور بنیادی شرعی اُمور کیوں نہ چھوٹ جائیں لیکن مادّہ اور معدہ کی پرستش ضرور ہو، کسی خواہش کا گلا نہ گھٹے۔

اِن بھیانک اور پُر خطر اَحوال میں علماء اور عوام کے درمیان ربط وتعلق کی اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے چونکہ علماء اَنبیاء کے وارث اور اَمین ہوتے ہیں، نبی کے بعد نبوت کے کاز اور اُمت کی اِصلاح کی ذمہ داری اِن پر آن پڑتی ہے اِس لیے بے دینی اور لامذہبی کے اِس دور میں عوام سے گھل مِل کر اُن میں اِیمان واَعمال کی اہمیت اور قدر کا اِحساس دِلانا، اَحکامِ خداوندی سے اِعراض اور رُوگردانی والی زندگی کے نتائجِ بد سے آگاہ کرنا، اِس زندگی کی حقارت اور آخرت کی اَبدالآباد اور لامتناہی زندگی اور وہاں کے حقیقی آرام وراحت کو بتلا کر اُنہیں اِسلامی واِیمانی زندگی کا خوگر اور عادی بنانا، یہ علماء کی ذمہ داری ہے، اگر اِس راہ میں کچھ سننا پڑے تو اُس پر صبر وتحمل سے کام لینا اور اُس پر ثواب کا اُمیدوار ہونا، اگر اِس دوران لوگوں سے خوشامدی، منت وسماجت اور اُن کے سامنے عاجزی کے اِظہار کے مراحل سے گزرنا پڑے تو اُس سے گریز نہ کرنا، یہ تمام چیزیں منصبِ نبوت میں شامل ہیں۔

منصبِ نبوی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ عوام کی بے راہ روی ، بدچلنی اور گمراہی علماء کو بے چین اور بے کل کردے اور وہ اُس وقت تک چین وسکون کی سانس نہ لیں جب تک کہ اُمت کے بچاؤ کی ممکنہ تدابیر نہ اِختیار کریں، علماء اور عوام کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نبی اور اُمت کی مثال ہوتی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کی گمراہی اور غلط روی پر اِصرار اور اُن کو غلط راہ سے بچانے اور بھیانک اَنجام سے نجات دِلانے میں اپنی اَنتھک کوشش اور جدوجہد کی مثال یوں بیان فرمائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ

''میری اور تمہاری مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اُس میں گرنے لگے اور وہ اُن کو آگ سے ہٹانے لگا، میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم لوگ میرے ہاتھوں سے نکلے جارہے ہو یعنی جہنم کی آگ میں گرتے جارہے ہو۔''

(مسلم شریف باب شفق النبی ﷺ رقم الحدیث : ۲۲۸۵)

علما جو کہ منصبِ نبوت کے حامل ہیں، وہ بھی عوام کی گمراہی ، دین سے دُوری، اِسلامی تعلیمات سے بیزاری پر ایسے ہی فکر مند ہوں اور اُن کو تباہی وبربادی کی راہ سے بچانے کی ایسی ہی دُھن سوار ہو جیسے کوئی اَندھا شخص ہماری نگاہوں کے سامنے گڑھے میں گر رہا ہو تو ہر شخص جس میں اِنسانیت کا کچھ بھی مادّہ ہے وہ دوڑ کر اُسے بچانے اور ہلاکت سے نجات دِلانے کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔

موجودہ دور کا سب سے بڑا اَلمیہ یہ ہے کہ علماء اور عوام کے درمیان بیگانگی ایک دُوسرے سے دُوری اور وحشت وتنفر پیدا ہوگیا ہے، جو دراصل اِس اُمت کی سب سے بڑی بدقسمتی اور اِسلام کے مستقبل کے لیے بڑا خطرہ اور اِلحاد وبے دینی کا پیش خیمہ ثابت ہوا ہے، موجودہ دور کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ عوام اور علماء کے طبقے کے درمیان غلط فہمی کی بنیاد پر جو بُعد اور بیگانگی ، ایک دُوسرے سے وحشت وتنفر پیدا ہوگیا ہے وہ دُور ہو، پھر اُن میں دوبارہ ربط وتعلق پیدا ہو اور وہ اِسلام کے لیے تعاون واِشتراکِ عمل سے کام کریں، ایک دُوسرے کی تعظیم اور قدر کو جانیں اور ایک دُوسرے کے محاسن

سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں ، ایک اللہ والے نے علماء اور عوام کے درمیان ربط وتعلق کی اہمیت وافادیت کو اُجاگر کرتے ہوئے یوں فرمایا :

''علماء کا عوام کے ساتھ ربط قائم رہا تو یہ اُمت چلنے والی ہوگی اور علماء اُس کو چلانے والے ہوں گے اور اگر چلنے والے نہ ہوں تو علم کا یہ چراغ ختم ہو جائے اور اُس کی روشنی سے کسی کو فائدہ نہ ہوگا۔''

حضرت مولانا اَبوالحسن ندویؒ بے دینی ، جہالت ، مذہب بیزاری ، آخرت فراموشی کی اِس عمومی فضاء، علماء اور دُعاۃ کی ذمہ داریوں اور اُن کیلیے طریقہ کار اور میدانِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''اہلِ نظر جانتے ہیں کہ اِس وقت لادینی تحریکات کی سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ وہ عوام سے براہِ راست ربط پیدا کرتی ہیں ، عوام کی اپنے اُصول پر تربیت کرتی ہیں ، اُن کے داعی عملی لوگ ہیں ، سرگرم ومتحرک ہیں ، اِیثار وقربانی کی رُوح رکھتے ہیں ، اپنے مقاصد کی خاطر ہر قسم کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں ، اُن کے پاس عوام کو مشغول رکھنے کے لیے کام ہے ۔ یہ تمام پہلو اِس وقت کی مضطرب و بے چین طبیعتوں کے لیے مقناطیس کی سی کشش رکھتے ہیں ، اِن لادینی تحریکات کا مقابلہ کرنے کے لیے نہ محض نظری فلسفے موزوں ہیں ، نہ کاغذی خاکے ، نہ محض دلائل وبراہین اور نہ محض دعوتیں جو خواص کے دائرہ میں محدود ہیں اور عوام کو خطاب کر کے اور اُن کو کام پر لگانے کے لیے اُن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے ، یہ لادینی یا کم سے کم مادّی تحریکیں تمام دُنیا میں آگ کی طرح پھیل رہی ہیں اور اُن کی سرنگیں تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ، اِن تحریکات کا مقابلہ صرف وہ دینی تحریک کر سکتی ہے جو عوام سے ربط وتعلق پیدا کرنا ضروری سمجھتی ہو ، اُس کے کارکن کسی طبقہ کو نظر اَنداز نہ کریں ، وہ غریب کا کوئی جھونپڑا ، کسان کا کوئی کھلیان نہ چھوڑیں ، کارگاہوں میں جائیں ، بیٹھکوں اور چوپایوں میں بھی اپنا خطاب کریں ، اُن میں سرگرمی ، جفاکشی

اور سخت جانی محنت کشی ، لادینی دعوت وتحریک کے پُرجوش کارکنوں سے کم نہ ہو اور خیر خواہی و دِلجوئی اور سوزی و دردمندی اُن میں اِن سے کہیں زائد ہو، اِس لیے کہ وہ صرف اُن کی معاشی حالت بلند کرنا چاہتے ہیں اور اُن کو صرف اِن کی ظاہری پست حالی کا درد ہے لیکن اِس دینی دعوت کے کارکنوں کا کام اُس سے کہیں زیادہ بلند ہے، اُن کی خدافراموشی ، بہیمانہ زندگی کا درد ہے جس میں اللہ کی یہ مخلوق پڑی ہوئی ہے اور یہ اُن کی دینی، اَخلاقی ، رُوحانی اور ذہنی سطح بلند کرنا چاہتے ہیں ، مقاصد کے اِسی فرق وتفاوت کے ساتھ جدوجہد ، دِلسوزی ، سرگرمی میں زیادتی درکار ہے۔'' (دینی دعوت : ۳۲۵۔۳۲۶)

حضرت مولاناؒ کی اِس چشم کشا تحریر کی روشنی میں علماء اور عوام کے درمیان ربط وتعلق کی اہمیت ، اِس بے دینی کے ماحول میں تغیر وتبدیلی لانے اور اِسے اِسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ فضاء میں بدلنے، غیر مذہبی تحریکات کے مقابلے میں ہماری کوشش اور مساعی کے بالکل حقیر، معمولی اور ناتمام ہونے کا اِحساس اپنی محنت، جدوجہد، دعوت واِصلاح کی راہ میں اپنی قربانی کی مقدار کو بڑھانے کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

اِس وقت لادینی تحریکات جس سرعت وقوت کے ساتھ اُفقِ عالم پر پھیل رہی ہیں اور جو وسعت اِختیار کررہی ہیں، اِس بے دینی کے سیلابِ بلاخیز پر اگر کوئی بند لگا سکتے ہیں اور اُس کے خطرناک اور بھیانک اَثرات کو روک سکتے ہیں تو وہ علماءِ دین ہیں لیکن اِس کے لیے اُنہیں عمومی دعوت، عمومی تعلیم وتربیت اور عمومی نقل وحرکت اور جدوجہد کی راہ کو اَپنانا ہوگا اور عوام سے گھل مِل کر حتی الامکان اُن کے مسائل سے واقفیت اور اُن کے حل کی حتی المقدور کوشش اور اُن کی ضروریات کی تکمیل کے اِمکانات پیدا کرنا، اُن کے درمیان رہ کر اُن سے براہِ راست ربط وتعلق قائم کر کے اُن کو بیرونی خطرات سے محفوظ کرنا ہوگا، اللہ عزوجل توفیقِ اَرزانی عطا فرمائے۔

وقتِ فرصت کہاں، کام ابھی باقی ہے   نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵؍ مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے والحمدللہ، اللہ تعالیٰ اِس سفر کو قبول فرمائے، آمین۔

۱۱؍ مئی کو بعد نمازِ مغرب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا عزیز الرحمن صاحب ثانی کی دعوت پر ختم نبوت کے تربیتی کورس میں شرکت کے لیے قصور تشریف لے گئے جہاں حضرت نے کورس کے شرکاء سے ختمِ نبوت کے موضوع پر نہایت مدلل بیان فرمایا۔

۱۲؍ مئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم وفاق المدارس العربیہ کے شوریٰ اور عمومی اِجلاس میں شرکت کے لیے ملتان تشریف لے گئے۔

۲۶؍ رجب ۱۴۳۶ھ/ ۱۶؍ مئی ۲۰۱۵ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوئے جس میں جامعہ کے کل **168** طلباء نے شرکت کی۔

۱۶؍ مئی کو بعد نمازِ مغرب فاضلِ جامعہ مولانا اَشرف علی صاحب کی دعوت پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے ویلنشیاء ٹاؤن کی N بلاک کی مسجد میں سیرت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۲۰؍ مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، جناب قاری یٰسین صاحب کی دعوت پر تکمیلِ قرآن کی تقریب میں شرکت کی غرض سے مانگا روڈ تشریف لے گئے جہاں آپ نے عظمتِ قرآن پر بیان فرمایا۔

۴؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ/۲۳؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم نے دَورۂ صرف و نحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ۱۱؍ جون کو دورہ کا اِختتام ہوگا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۲۳ر مئی کو بعد نمازِ مغرب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا خبیب صاحب کی دعوت پر تحفظ ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے جامع مسجد مدنی شیخو پورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضور ﷺ کی سیرت پر مفصل بیان فرمایا۔

۞ ۞ ۞

وفیات

۱۴ر مئی کو حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے دیرینہ رفیق کار محترم اَلحاج مبین اَحمد صاحبؒ گلبرگ لاہور میں ۹۱ر برس کی عمر پاکر رِحلت فرما گئے ۔مرحوم ہمیشہ سے جامعہ مدنیہ جدید کی مجلسِ شوریٰ کے اہم رُکن رہے، جامعہ اور یہاں کے اَساتذہ طلباء اور تمام وابستگانِ دین سے بے اِنتہاء محبت رکھتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت پاکیزہ دل ودماغ سے نوازا تھا اپنے ماتحت ملازمین اور نوکروں کی چھوٹی بڑی ضرورتوں کا خود سے خیال رکھتے ہوئے اُن پر ہر طرح سے مہربان رہتے اپنی اِن ہی درویشانہ صفات کی وجہ سے آپ ہر دِلعزیز تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر فرما کر آپ سے وابستہ برکات کو بعد والوں کے لیے قائم و دائم فرمائے اور آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما کر جنت الفردوس کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

۹ر مئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا ذیشان اَکرم صاحب چشتی کی نوعمر بیٹی اپنے ہی گھر میں پانی کی بالٹی میں ڈوب کر وفات پاگئی، اِس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ اُس کے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کے لیے رفع درجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

۲۸ر مئی کو محترم دانش زمان صاحب کے والد طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-020-100-7915-0) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-040-100-1046-1) MCB کریم پارک برانچ لاہور